الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 — جمعۃ المبارک 12/فروری 2010ء — 27/صفر 1431 ہجری قمری ۞ 12/تبلیغ 1389 ہجری شمسی — شمارہ 07

اپنی ضروریات کے حصول کے لئے اخفاء سے کام لو

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اپنی ضروریات کے حصول کے لئے کِتْمان یعنی اخفاء سے کام لو کیونکہ ہر نعمت کے حاسد بھی ہوتے ہیں۔

(فردوس الاخبار جلد اول صفحہ 119 حدیث نمبر 268)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

بعض لوگ حج کو جاتے ہیں اس وقت ان کے دل میں بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے۔لیکن جس جوش اور تپاک سے جاتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لے کر واپس نہیں آتے۔واپس آکر ان کے اخلاق میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے مگر یہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آسکتے۔اس کے لئے دوسری آنکھ کی حاجت ہے۔

اولیاء اللہ میں تکلّفات نہیں ہوتے۔وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہیں۔مگر اس وقت اگر پیرزادوں اور مشائخ کو دیکھا جاوے تو ان میں بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہیں۔

’’اسی طرح پر بعض لوگ حج کو جاتے ہیں اُس وقت ان کے دل میں بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے۔لیکن جس جوش اور تپاک سے جاتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لے کر واپس نہیں آتے بلکہ واپس آنے پر بسا اوقات پہلے سے بھی گئے گزرے ہو جاتے ہیں

سہل است رفتن بارادت ؎ مشکل است آمدن بارادت

واپس آکر ان کے اخلاق میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ وہ تبدیلی کچھ الٹی تبدیلی ہو جاتی ہے۔وہ جانے سے پہلے سمجھتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں ایک عظیم الشان تجلی نور کی ہوگی اور وہاں سے انوار و برکات نکلتے ہوں گے اور وہاں فرشتوں کی آبادی ہوگی۔لیکن جب وہاں جاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ جس کی تصویر انہوں نے اپنے خیال اور ذہن سے کچھ اور ہی قسم کی تجویز کی تھی وہ محض ایک کوٹھ ہے اور اس کے ہمسایہ میں جو لوگ رہتے ہیں ان میں بعض جرائم پیشہ بھی ہیں وہ دنگا فساد بھی کر لیتے ہیں اور اکثر ان میں ایسے مفسد طبع دیکھے جاتے ہیں کہ بعض خام طبیعت کے آدمی انہیں دیکھ کر متردّد ہو جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کو دیکھ کر وہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ یہاں کی ساری آبادی کا یہی حال ہے اور کُل عرب ایسے ہی ہیں۔اور اس طرح پر ان کے دل میں کئی قسم کے شبہات پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ نہ وہاں وہ تجلی انوار و برکات کی دیکھتے ہیں جو انہوں نے بطور خود تجویز کر لی تھی اور نہ ملائک کی بستی پاتے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خود خام طبع ہوتے ہیں اسی وجہ سے وہ ٹھوکر کھاتے ہیں۔یہ اُن کی اپنی غلطی ہے جو وہ ایسا سمجھ لیتے ہیں۔اس میں خانہ کعبہ کا کیا قصور؟ یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ خانہ کعبہ میں سارے قطب اور ابدال اور اولیاء اللہ ہی رہتے ہوں۔خانہ کعبہ نے اس وقت بھی تو گزارہ کر ہی لیا تھا جب اس کے چاروں طرف بُت پرست ہی بُت پرست رہتے تھے اور خود خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے اور اس کی بزرگی میں کوئی کلام اور شبہ نہیں۔پہلی کتابوں میں بھی اس کی بزرگی کا ذکر ہے۔مگر یہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آسکتے۔اس کے لئے دوسری آنکھ کی حاجت ہے۔اگر وہ آنکھ کھلی ہو تو یقیناً انسان دیکھ لے گا کہ خانہ کعبہ میں کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہیں۔ایک زمانہ تھا کہ وہ بتوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کے زائرین میں ابوجہل جیسے شریر تھے۔پھر ان سے مقابلہ کر کے اگر ایسے خام طبع لوگ کوئی بات کہتے تو انہیں شرمندہ ہونا پڑتا۔کیونکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو وہ لوگ جو بیت اللہ کے جوار میں رہتے ہیں عوام سے ہزار ہا درجہ اچھے ہیں اور یہ امر مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے۔حقیقت میں کثرت سے ان میں نیک اور اچھے لوگ ہیں اور ان کو دیکھ کر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کی مجاورت نے ان کو بہت بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔یہ تو قانون قدرت ہی نہیں کہ دنیا میں آکر فرشتے آباد ہوں۔پھر ایسا خیال کرنا کیسی غلطی اور نادانی ہے۔انسانیت کے لازم حال زلّات تو ضرور ہیں۔پس مکّہ میں جب انسان آباد ہیں تو ان کی کمزوریوں پر نظر کر کے مکّہ کو بدنام کرنا یا اس کی بزرگی اور عظمت کی نسبت شک کرنا بڑی غلطی ہے۔سچ یہی ہے کہ کعبہ کی بزرگی اور نورانیت دوسری آنکھوں سے نظر آتی ہے۔جیسا کہ سعدیؒ نے فرمایا ہے۔

چو بیت المقدس دروں پُر زتاب رہا کردہ دیوار بیروں خراب

اولیاء اللہ کی بھی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان میں تکلّفات نہیں ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہیں۔ان کے لباس اور دوسرے امور میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہیں ہوتا۔مگر اس وقت اگر پیرزادوں اور مشائخوں کو دیکھا جاوے تو ان میں بڑے بڑے تکلّفات پائے جاتے ہیں۔ان کا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلف سے خالی ہو گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُمّت محمدیہ ہی میں سے نہیں ہیں۔ان کی کوئی اَور ہی شریعت ہے۔ان کی پوشاک دیکھو تو اس میں خاص قسم کا تکلّف ہوگا یہاں تک کہ لوگوں سے ملنے جلنے اور کلام میں بھی ایک تکلّف ہوتا ہے۔ان کی خاموشی محض تکلّف سے ہوتی ہے۔گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلّف ہی سے وابستہ سمجھتے ہیں۔برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ (ص:87) اور ایسا ہی دوسرے تمام انبیاء ورسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے اور اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ان کے قول اور فعل میں کوئی تکلّف اور بناوٹ نہ ہوتی تھی۔مگر اِن کے چلنے پھرنے اور بولنے میں تکلّف ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اپنی شریعت جدا ہے۔جو اسلام سے الگ اور مخالف ہے۔بعض ایسے پیر بھی دیکھے گئے ہیں جو بالکل زنانہ لباس رکھتے ہیں یہاں تک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتھوں میں چوڑیاں بھی رکھتے ہیں۔پھر ایسے لوگوں کے بھی بہت سے مرید پائے جاتے ہیں۔اگر کوئی اُن سے پوچھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تھی تو اس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہے۔وہ ایک نرالی شریعت بنانا چاہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہیں۔

مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قسم کی باتیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں بلکہ ان لوگوں نے یہ امور بطور رُسوم ہندوؤں سے لئے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو انہیں سے لی گئی ہیں جیسے دم کشی وغیرہ۔ خوب سمجھو کہ یہ امور اسلام کے بالکل برخلاف ہیں اور ان سے کوئی بھی مطلب اور مراد حاصل نہیں ہوسکتی‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 415 تا 417۔ جدید ایڈیشن)

مختلف مسائل کے متعلق چند دلائل

(حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد (مرحوم) کے تبلیغی واقعات کے حوالہ سے)

حضرت مسیحؑ ابن مریم

1985ء میں جماعت احمدیہ بریڈفورڈ (انگلستان) نے ایک مجلس سوال و جواب کا اہتمام کیا جو ہر اعتبار سے کامیاب اور پُر ہجوم تھی۔ اس موقعہ پر ایک اہل حدیث بزرگ نے بھی دو سوال کئے۔

اوّل: حضرت مسیح ناصری کی شادی کا ذکر قرآن مجید میں دکھلایئے؟

دوم: حدیث نبوی سے قبر مسیح کا ثبوت پیش کیا جائے؟

خاکسار نے پہلے سوال کے جواب میں سورۃ الحدید کے آخری رکوع کی آیت نمبر 28 پیش کی جس میں اللہ جلّشانہ نے فیصلہ فرما دیا کہ رہبانیت (یعنی شادی نہ کرنا) ایک بدعت ہے۔ جس کا آغاز معاذ اللہ حضرت مسیح ناصریؑ نے نہیں کیا بلکہ آپ کے بعد نام نہاد مسیحیوں نے کیا۔ اگر حضرت مسیح ناصریؑ عمر بھر واقعی مجرد رہے تو خدا تعالیٰ کو تو شاباش دینی چاہئے تھی کہ تم نے خوب اپنے نبی کی سنت پر عمل کیا مگر اس کی بجائے اعلان عام کیا جاتا ہے کہ رہبانیت بدعت تھی جو سنت نبی کے خلاف تھی۔ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ مسیح یقیناً شادی شدہ تھے۔

دوسرے سوال کے جواب میں عاجز نے ''بخاری کتاب الصلوٰۃ'' حدیث 421-422 پڑھی کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود و نصاریٰ دونوں پر لعنت کی۔ اب سوچئے نصاریٰ کا تو ایک ہی نبی ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح کی قبر موجود ہے اور عیسائی اس کو مسجود بنا کر ملعون قرار پا چکے ہیں۔

بریلوی عالم سے گفتگو

7رستمبر 1974ء کے بدنام زمانہ فیصلہ کے کچھ عرصہ بعد فیصل آباد کے نامور بریلوی عالم دین مولوی سردار احمد صاحب دیالگڑھی کے بعض معتقد علماء مسجد مبارک ربوہ میں استاذی المعظم حضرت قاضی محمد نذیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا مجھے تو ایک فوری کام ہے اور خاکسار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ آپ اس سے تبادلہ خیالات کر لیں۔

مَیں نے گفتگو کا آغاز ان الفاظ سے کیا کہ آپ حضرات سے جماعت احمدیہ کا صرف اور صرف دو لفظی اختلاف ہے۔ انہوں نے حیرت زدہ ہو کے اس کی وضاحت چاہی جس پر مَیں نے عرض کیا کہ ہمارا اختلاف صرف لفظ ''تَوَفّی'' اور ''مَعَ'' کے معنوں میں ہے جس کا فیصلہ کتاب اللہ سے لینا چاہئے۔ قرآنی دعا ہے وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران:194) قرآن کا کتنا زبردست اعجاز ہے کہ اس نے ایک فقرہ میں دونوں متنازعہ لفظوں کو جمع کر کے دن چڑھا دیا ہے۔ فرمایئے کیا اس دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اے خدا نیکوں کے ساتھ ہمیں آسمان پر اٹھا لے۔ یا یہ کہ جب کوئی نیک بندہ مرنے لگے تو ساتھ ہی ہمارا ہارٹ بھی فیل ہو جائے۔ اس استدلال نے انہیں بالکل لاجواب کر دیا اور ان کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ مَیں نے ڈنکے کی چوٹ کہا کہ اس دعا کے صرف ایک ہی معنی ہیں کہ ہمیں نیکوں میں شامل کر کے وفات دے۔

اب انہوں نے ایک چالاک وکیل کی طرح پینترا بدلا اور مجھ سے پوچھا کہ آپ لوگوں کا ختم نبوت پر ایمان ہے؟ مَیں نے بتایا کہ خاتم النبیین پنجابی یا پشتو کا لفظ نہیں بلکہ فصیح و بلیغ عربی کلام ہے جو سورۃ احزاب میں انگوٹھی کے نگینہ کی طرح چمک دمک رہا ہے اور آسمان کے بیشمار ستاروں کی طرح لاتعداد معنی کا سمندر اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے۔ (چنانچہ مَیں نے دسمبر 1977ء کی تقریر جلسہ سالانہ ''تفسیر خاتم النبیین اور بزرگان سلف'' میں قدیم اسلامی لٹریچر سے بالبداہت ثابت کیا ہے کہ) اب تک صلحائے امت ''خاتم النبیین'' کے منفرد منصب و خطاب کے تیس معانی بیان فرما چکے ہیں جو ہر احمدی کو مسلّم ہیں۔ مگر ہم کوئی ایسا معنی برداشت نہیں کر سکتے جس سے یہودی امت کے نبی حضرت مسیح ناصریؑ کو خاتم النبیین قرار دینا پڑے جیسا کہ آپ اصحاب کا عقیدہ ہے۔

یہ سنتے ہی ایک عالم دین نے فرمایا: یہ ہرگز ہمارا عقیدہ نہیں۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس دعویٰ کا ثبوت آپ ہی کی زبان مبارک سے مل جائے گا۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ علمائے پاکستان نے اسمبلی سے یہ قانون پاس کرایا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں غیر مشروط آخری نبی۔

اب مَیں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک خدا کے نبی مسیح ناصری علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے؟ ارشاد ہوا کہ کیوں نہیں مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے نبی ہیں۔ مَیں نے وکیلانہ انداز میں جرح کرتے ہوئے واضح کیا کہ اس میں کیا شک ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور قدسی سے صدیوں قبل نبی بنایا گیا۔ مگر میرا اصل سوال یہ ہے کہ فرض کریں حضرت عیسیٰ ابھی دمشق منارۃ البیضاء پر نازل ہو جائیں قطع نظر اس کے کہ انہیں شناخت کون کرے گا کہ گیروے کپڑوں میں ملبوس سچ مچ مسیح ناصری ہی ہیں یا کوئی شخص پیراشوٹ سے چھلانگ لگا کر مینار کے پاس آ گیا ہے؟۔

پھر آپ اور مَیں، مُسلم دنیا کے کروڑوں مسلمان اسے بیک وقت آسمان سے نازل ہوتے ہوئے کس طرح مشاہدہ کر سکتے ہیں؟

فرض کیجئے مسیح علیہ السلام مسجد مبارک ربوہ کے بیرونی صحن میں اتریں تو ہم جو اس وقت دفتر شعبہ تاریخ میں محو گفتگو ہیں کیونکر زیارت کر سکیں گے؟

پھر حل طلب امر یہ ہے کہ وہ دوبارہ تشریف لا کر کون سی شریعت پھیلائیں گے؟ فرمانے لگے کہ قرآن۔

مَیں نے دریافت کیا کہ ان کا بیان اللہ جلّشانہ نے سورۃ مریم میں ریکارڈ کیا ہے کہ مَیں عمر بھر ''اَلْکِتَاب'' یعنی انجیل کی منادی کروں گا۔ آپ کے نزدیک جب چھ سو سال بعد قرآن مجید کی تجلی قلب مصطفیٰ ﷺ پر ہوئی وہ آسمان پر تھے۔ انہیں دنیا میں آ کر قرآن کا علم کیسے ہوگا؟ دو ہی صورتیں ہیں یا تو اللہ تعالیٰ براہ راست پورا قرآن دوبارہ ان پر بھی نازل کرے یا وہ آپ علماء کے شاگرد بن کر قرآن مجید سیکھیں۔ مگر آپ کے نظریہ کے مطابق وحی کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند ہے اور شاگردی شان نبوت کے منافی ہے۔ خدارا ان باتوں پر خدا ترسی سے غور فرمائیں مگر یہ سب پہلو تو برسبیل تذکرہ ذکر ہوئے ہیں۔

میرا ابنیادی سوال یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کی تشریف آوری کے بعد کوئی پرانا نبی آ سکتا ہے؟ فرمانے لگے: ہرگز نہیں۔ اور نیا نبی؟ کہنے لگے اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مَیں نے کہا آپ حضرات نے خود اعتراف کر لیا ہے کہ آخری نبی ہمارے سید و مولیٰ محمد عربی ﷺ نہیں بلکہ یہودی امت کے نبی ہیں جن کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آ سکتا ہے نہ نیا۔ پس مَیں آپ کو ''ختم نبوت'' کا منکر تو نہیں کہتا صرف یہ کہتا ہوں کہ آپ حضرت عیسیٰ کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں اور ہم احمدی سید لولاک شہ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

غزل

رُو کشِ حُسنِ مہ و مہر ستارا تھا کوئی
آج پھر دل میں مرے انجمن آرا تھا کوئی

روزِ اوّل سے محبت کی حکومت ہے یہاں
دل کی دنیا میں سکندر ہے نہ دارا تھا کوئی

جانے کس طرح مرا نفسِ دُنی راکھ ہوا
عشق میں آگ نہ شعلہ نہ شرارا تھا کوئی

عشق ہے خود ہی علاجِ غم و حرماں اے دوست
کوئی مونس ہے نہ ہمدرد ہمارا تھا کوئی

خود بخود کھلتے نہیں پھول چمن زاروں میں
تیرے ہونٹوں کے تبسم کا اشارہ تھا کوئی

جس کو تسکین دلِ زار میسر نہ ہوئی
وہ غم اندک و بسیار کا مارا تھا کوئی

جس کی دانش کا نہیں سارے زمانہ میں جواب
لوگ کہتے ہیں وہ دیوانہ تمہارا تھا کوئی

مشعلِ غارِ حِرا سے ہے منور ورنہ
ایسا روشن کبھی سورج نہ ستارا تھا کوئی

حُسن کے اشکِ ندامت سے ہے ظاہر محمود
بازیِ عشق بڑی شان سے ہارا تھا کوئی

(ڈاکٹر محمود الحسن)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 80

80 کی دہائی میں بیعت کرنے والے بعض مخلص عرب (5)

مکرم تمیم ابودقہ صاحب

آپ کا تعلق اُردن سے ہے۔ پیشہ کے اعتبار سے انجینئر ہیں، اچھے اور قادر الکلام شاعر ہیں، تاریخ اسلامی اور موازانہ مذاہب کے بارہ میں وسیع مطالعہ رکھتے ہیں نیز الحوار المباشر کے اہم اور ہردلعزیز ممبر ہیں۔کئی سال تک انگریزی سے عربی ترجمہ کرنے والی بعض کمپنیوں کے ساتھ کام کیا اب تقریباً دو سال سے اردن سے ہی عربک ڈیسک کے ساتھ باقاعدہ طور پر مختلف کتب کی نظر ثانی اور پروف ریڈنگ وغیرہ کے کام سے منسلک ہیں۔

مکرم تمیم صاحب کی زندگی، بیعت اور مختلف کاموں کے بارہ میں ہم نے ان کے ساتھ انٹرویو ریکارڈ کیا تھا۔جس میں مذکور اہم واقعات انہی کی زبانی نظر قارئین کئے جاتے ہیں۔

خاندانی پس منظر

میرے خاندان کا تعلق طائف میں سکونت پذیر قبیلہ ’’جرم‘‘ سے ہے۔اس کے بعض خاندان فلسطین کے علاقہ ’’خان یونس‘‘ میں آکر آباد ہوگئے تھے۔اور اب تک اس علاقے کی تقریبا تین بستیاں ہمارے قبیلہ کے افراد پر مشتمل ہیں۔ میرے پڑدادا انیسویں صدی میں عثمانی دورِ حکومت میں اس علاقے کے مشہور قاضی تھے جن کا نام الحاج شحادہ ابودقہ تھا۔بعد میں برطانوی تسلط کے زمانہ میں بھی ان کو اعلیٰ عہدوں پر قائم رکھا گیا۔ان کی وفات کے بعد میری والدہ صاحبہ کے دادا اس منصب پر فائز ہوئے۔اب میرا خاندان اردن میں آباد ہے۔میرے دو غیر احمدی بھائی سعودیہ میں ہیں۔ایک کینیڈا میں ہے جس نے بیعت کی ہوئی ہے۔جبکہ ایک بہن اردن میں اور ایک غزہ میں بیاہی ہوئی ہیں۔

دینی رجحان وافکار

میرے والد صاحب کا دین کی طرف میلان بہت زیادہ تھا۔ اکثر مجھے دینی کتب پڑھنے کی طرف راغب کرتے اور خوب حوصلہ افزائی کرتے۔ باوجود پڑھے لکھے ہونے کے مجھے کہتے کہ تم اونچی آواز میں یہ کتاب پڑھ کر مجھے سناؤ۔ظاہر ہے اس سے مجھے بھی فائدہ ہوتا اور دینی کتب پڑھنے کا شوق مزید بڑھ جاتا۔

مجھے صحیح طور پر تو یاد نہیں کہ کیا وجہ ہوئی لیکن اتنا یاد ہے کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو آنحضور ﷺ کی محبت میرے دل میں جاگزیں تھی اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس پر خدا تعالیٰ کا جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔

اس وقت کی کتب سے اور سنی سنائی باتوں سے میرے ذہن میں یہ تصور قائم ہو گیا تھا کہ خدا تعالیٰ سے اس زندگی میں تعلق قائم نہیں ہوسکتا اس لئے میرے دل میں خدا تعالیٰ سے آخرت میں ملاقات کی شدید خواہش تھی۔اسی طرح اکثر سوچتا تھا کہ میں کس عجیب زمانے میں پیدا ہوا ہوں۔ پچھلے زمانوں میں لوگوں نے آنحضرت ﷺ کا زمانہ پایا آپ کے قدموں میں جان دی، اسلام کی عزت وناموس کے لئے قربان ہوگئے اور آئندہ زمانے میں بھی نزول مسیح کی خبریں موجود ہیں لیکن اس زمانے میں اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔اس بارہ میں سوچ کر مجھے سخت کوفت ہوتی تھی۔

احمدیت سے تعارف اور بیعت

انجینئرنگ کی تعلیم کیلئے مَیں نے اردن سے شام کا سفر اختیار کیا اور اس کے ایک شہر حلب میں واقع انجینئرنگ کالج میں داخلہ لے لیا۔مَیں نے رہائش کے لئے ایک اور طالبعلم کے ساتھ مل کر اس کالج کے قریب ہی ایک چھوٹا سا گھر کرائے پر لیا۔یہ طالبعلم ساتھی اسلام سے دُور اور غیر اسلامی حرکات میں ملوث تھا۔چونکہ مَیں نے گھر میں اس کی غیر اسلامی حرکات پر پابندی لگائی ہوئی تھی جس کی خلاف ورزی پر اکثر اوقات میرا اس سے جھگڑا ہو جاتا تھا۔ ایک دن مَیں نے گھر میں چند کتب پڑی ہوئی دیکھیں تو اس سے پوچھا کہ یہ کس کی ہیں؟ اس نے کہا یہ ہمارے پڑوس میں رہنے والے کافروں کی ہیں۔میرے ذہن میں پہلا خیال یہ آیا کہ یہ کوئی بہت بڑے کفّار ہوں گے جن کو یہ اسلام سے دُور شخص بھی کافر کہہ رہا ہے۔بہر حال مَیں نے کتابیں دیکھنی شروع کیں۔ ان میں سے ایک کتاب پر جب مَیں نے ’’مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلاۃ والسلام‘‘ پڑھا تو سوچا کہ یہ بیچارے تو بہت ہی سادہ لوگ لگتے ہیں جنہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد کسی پر صلاۃ اور تسلیم بھیجنا زیبا نہیں۔لیکن جب بعض کتب کی کچھ اور ورق گردانی کی تو مَیں نے ان لوگوں سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے پہلی ملاقات میں میرے ساتھ دجّال کے بارہ میں بات کی۔اور مجھے وہیں پر محسوس ہونا شروع ہوگیا کہ یہی درست مفہوم ہے۔گھر میں بھی آکے مَیں نے ان تمام احادیث پر جو مجھے دجّال کے بارہ میں یاد تھیں ان احمدی نوجوانوں کی منطق کے مطابق غور کرنا شروع کیا تو ایک ایک کر کے گتھیاں سلجھتی گئیں۔مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہاں میسر تمام کتب کا مطالعہ کرلیا۔اس مطالعہ کے دوران مَیں خاص طور پر اس بات کی ٹوہ میں تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے بالمقابل کس حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔اور یہ جان کر میرا دل اطمینان اور سکینت سے بھر گیا کہ حضور تو اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا خادم لکھتے ہیں اور آپ سے محبت کا ایک عجیب سمندر آپ کے الفاظ اور جملوں سے عیاں ہے۔اس ساری تحقیق کے بعد میرے سامنے سوائے بیعت کے کوئی چارہ نہ رہا۔اور بیعت کے ساتھ ہی دل ایسے اطمینان اور سکون سے بھر گیا جس کی طبیعت متلاشی تھی۔

حلب سے واپسی پر مَیں وہاں پر میسر تمام کتب ساتھ لے آیا۔اردن پہنچ کر میرا یہ معمول رہا کہ سارا دن ان کتب کو پڑھنے اور ان پر غور کرنے میں ہی گزارتا تھا۔تین ماہ کے مطالعہ اور غور وخوض کے بعد مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ نئے معانی اور مفاہیم کا ایک سمندر میرے دل ودماغ میں موجزن ہوگیا ہے۔اور مَیں ایک عجیب روحانی نشے کے عالم میں تھا۔

مخالفت اور والدین کی بیعت

مَیں نے گھر آتے ہی بتا دیا تھا کہ مَیں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح ومہدی مان کر ان کی بیعت کر لی ہے اور اب مَیں جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکا ہوں۔میرے گھر والوں نے اس پر بہت پریشانی کا اظہار کیا اور شاید اپنی طرف سے میری حالت پر ترس کھاتے ہوئے سمجھانے کی کوشش بھی کی۔بعد ازاں انہوں نے مولویوں سے جماعت احمدیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔اس پر انہیں مزید تشویش ہوئی لیکن میری طرف سے پرعزم جواب سن کر مایوس ہوگئے۔مَیں نے انہیں تسلی دلائی کہ میری طرف سے آپ کو ہمیشہ خیر اور بھلائی ہی پہنچتی رہے گی۔میرے بعض رشتہ داروں کی طرف سے نفرت، تمسخر اور تکفیر کا سلسلہ جاری رہا۔لیکن ایک واقعہ ایسا ہوا جس نے میرے والدین کی سوچ کو کافی حد تک بدل ڈالا اور میرے گھر میں مخالفت کم ہوتی گئی۔ہوا یوں کہ مَیں ایک دن گھر میں سورہ کہف کی جماعتی تفسیر بیان کر رہا تھا اور تمام اہل خانہ اور بعض دیگر رشتہ دار بھی بڑے انہماک سے سن رہے تھے۔اسی رات میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ کچھ باریش ومتدین نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک سے میری والدہ پوچھتی ہیں کہ میرے بیٹے نے سورہ کہف کی جو تفسیر بیان کی ہے کیا وہ درست ہے؟ وہ کہتے ہیں ہاں درست ہے۔اس کے بعد والدہ صاحبہ کی طرف سے مخالفت تو ختم ہوگئی لیکن انہوں نے آٹھ سال تک یہ خواب چھپائے رکھی اور آٹھ سال بعد جب بالآخر بیعت کی تو ہمیں اس خواب کے بارہ میں پتہ چلا۔اس کے بعد الحمدللہ میرے والد صاحب نے بھی بیعت کرلی۔

خلافت کے ساتھ رابطہ کا انوکھا تجربہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ خط وکتابت شروع ہوئی تو مَیں نادانی میں بڑے لمبے لمبے خطوط لکھا کرتا تھا اور جو بھی نئے مفاہیم مجھے سمجھ آتے تھے حضور انور کی خدمت میں لکھ بھیجتا تھا۔ مجھے یہ جان کر ایک عجیب روحانی لذت محسوس ہوتی تھی کہ خلیفہ وقت نہ صرف میرے جیسے ادنیٰ اور ناچیز کی بات سنتے ہیں بلکہ میری غلطیوں کی تصحیح بھی کرتے ہیں اور حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں اور ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہیں۔

پرانے احمدیوں سے رابطہ

حلب میں قیام کے دوران میرا احمدیوں کے ساتھ رابطہ رہا اور شام کے معروف مخلص احمدی مکرم ناصر عودہ صاحب میرے پاس آتے جاتے تھے۔ بلکہ آخری بار وہ میرے پاس ایک ماہ قیام کرنے کی غرض سے تشریف لائے مگر بیماری کی شدت کے سبب چند دن کے بعد ہی جانے پر بضد ہوگئے۔اسی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرا ایک جاننے والا جو کہ بہرہ اور گونگا تھا فوت ہوگیا ہے۔صبح اس خواب کی وجہ سے طبیعت میں ایک عجیب سی انقباض کی کیفیت تھی۔ چونکہ اس وقت ذرائع رسل ورسائل اور فون کی سہولت اتنی عام نہیں تھی اس لئے مجھے تین دن بعد پتہ چلا کہ ناصر عودہ صاحب مجھے الوداع کہہ کر جب دمشق گئے تو ایک دن بعد ہی ان کی وفات ہوگئی۔اور اس وقت مجھے اس خواب کی تعبیر سمجھ میں آئی کہ گونگے بہرے شخص سے مراد دراصل ناصر عودہ صاحب ہی تھے جو نہ خود غلط بات کہتے تھے نہ ہی کسی سے سننا پسند کرتے تھے۔

اس عرصہ میں حلب میں مختلف کالجز کے تقریباً بیس کے قریب نوجوان احمدی ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کو سچے خوابوں کے ذریعہ استقامت اور تقویت عطا ہورہی تھی۔

احمدی عربی خاندان کی خواہش اور شادی

احمدی ہونے کے بعد مَیں چاہتا تھا کہ ایک احمدی عربی خاندان کی بنیاد رکھنے کے لئے کسی تربیت یافتہ عرب احمدی لڑکی سے شادی کروں۔اس کے لئے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں خط لکھا تو حضور نے فرمایا کہ مَیں کبابیر جانے کی کوشش کروں۔ جب یہ خط مجھے ملا تو مَیں بہت حیران ہوا اور دل میں کہا کہ شاید حضور انور کے علم میں نہیں ہے کہ گو اُردن اور اسرائیل کے درمیان بظاہر تو ایک بارڈر ہی ہے لیکن ایک فلسطینی نژاد اُردنی کے لئے یہ مسافت زمین کے کناروں سے بھی لمبی ہے جس کو پاٹنا تقریباً ناممکن ہے۔تاہم حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں مَیں نے اپنے بارہ میں معلومات کبابیر ارسال کردیں۔اس وقت انٹرنیٹ کا نظام تو میسر نہیں تھا اس لئے تقریباً ایک ماہ کے بعد مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے فون پر رابطہ کیا کہ وہ اس بارہ میں کچھ کوشش کر کے دیکھتے ہیں۔ یہ میرا شریف صاحب سے پہلی دفعہ فون پر رابطہ ہوا تھا اور شریف صاحب اس وقت شاید صدر خدام الاحمدیہ تھے۔اس کے بعد ہماری فون پر بات چیت ہوتی رہی۔اور اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ایک دن شریف صاحب نے مجھے بتایا کہ میرے کبابیر جانے کی اجازت مل گئی ہے۔یوں مَیں کبابیر تو چلا گیا لیکن میری شادی کے سلسلہ میں کوئی خاص پیش رفت نہ ہوسکی۔تاہم حضور کے ارشاد کی تعمیل کی برکت سے وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ میں مذکور روحانی زواج یعنی احمدی احباب کے ساتھ تعارف اور رابطہ پیدا ہوگیا جو بعد میں عربوں میں تبلیغ کے کام میں ممد ومعاون ثابت ہوا اور میرے لئے عربوں کے ساتھ ملنے ملانے کے نئے راستے کھل گئے۔

بعد میں میری ایک رشتہ دار کے ساتھ شادی کی بات طے ہوئی تو پہلے مَیں نے اسے تبلیغ کی اور جب الحمدللہ اس نے بیعت کرلی تب ہماری شادی ہوگئی۔

مرکز سے رابطہ

بیعت کے کچھ عرصہ بعد مرکز میں میرا رابطہ مکرم عبدالمؤمن طاہر صاحب کے ساتھ ہوا۔ ان دنوں عربک ڈیسک اپنے قیام کے ابتدائی مراحل میں تھا۔اسی طرح بعد ازاں مکرم عبادہ بربوش صاحب سے بھی رابطہ رہا اور غالبًا 1990ء سے لے کر 2001ء تک رسالہ التقویٰ کے اداریئے اور دیگر مضامین لکھنے کا موقعہ بھی ملا۔

ایک ملال

گوکہ مَیں نے 1987ء میں بیعت کی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات اس کے تقریبًا 15 سال بعد ہوئی اس عرصہ میں حضور انور کے ساتھ خط وکتابت کے ذریعہ تو رابطہ رہا لیکن لندن آکر حضور سے ملاقات کی خواہش کی تکمیل نہ ہوسکی، جس کا بہت ملال رہا۔

میرا ایک قصیدہ

حضور انورؒ کی آخری بیماری میں کئی احمدی شعراء نے اپنے اپنے طریق پر دعائیہ اشعار لکھے اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک دفعہ حضور انور کو شفا سے نوازا اور سب کو ایسے لگا جیسے زخمی دلوں پر مرہم رکھ دیا گیا ہو۔ایک دن محمد شریف عودہ صاحب نے مجھے کہا کہ تم نے بھی ضرور اس

بارہ میں کچھ لکھا ہوگا۔ مَیں نے عرض کیا کہ ہاں مَیں نے بھی کچھ لکھا تو ہے۔ شریف صاحب نے مجھ سے وہ اشعار لے کر کبابیر کی ایک احمدی خاتون سے اچھی آواز میں ریکارڈ کرواکے ایم ٹی اے پر دے دیئے اور لوگوں نے بہت پسند کیا۔ کئی احباب نے کہا کہ یہ ہمارے دل کی بھی آواز تھی کہ اللہ تعالیٰ نے افراد جماعت کی تضرعات کو قبول فرما کے حضور انور کو صحت وعافیت سے نوازا ہے۔ اس قصیدہ کے چند اشعار قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

الحمد للرحمن ذی الآلاء
نثنی علیہ ببکرة وعشاء

تمام تر حمد خدائے ذوالمنن کے لئے ہی مخصوص ہے۔ صبح وشام ہم اسی کی ہی ثنا کرتے ہیں۔

کم جاد حتی جاوزت آلاؤہ
ما کان فوق العدّ والإحصاء

اس خدا نے کتنے ہی احسانات سے ہمیں بہرہ مند فرمایا ہے حتی کہ اس کی نعمتوں کا شمار نہیں رہا۔

ھذا أمیر المؤمنین یقودنا
للرشد والإیمان والعلیاء

اسکی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حضرت امیر المؤمنین ہیں جو رشد وایمان اور روحانی ترقیات کی طرف ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔

قد عاد حمدًا للإلہ کعھدہ
یصلی قلوب الحاسدین بداء

اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت امیر المؤمنین پہلے کی سی شان کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوئے ہیں اور اس بات نے حاسدوں کے دلوں کو حسد کی بیماری سے جلا کر رکھ دیا ہے۔

الحمد للہ الذی مِن فضلہ
غمر الخلیفة باکتمال شفاء

الحمد للہ کہ اس خدا نے اپنے فضل سے خلیفہ وقت کو مکمل شفا عطا فرمائی ہے۔

سمع الإلہ إلی وجیب قلوبنا
تدعو لسیدنا بنبض بکاء

خدا تعالیٰ نے ہمارے دلوں کی پکار کو سن لیا جو رورو کر اپنے آقا ومولا کے حضور دعا گو تھے۔

فاللہ نسأل أن یظل رداؤہ
ما شاء یؤوینا من الرمضاء

خدا تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ رداءِ خلافت کا سایہ ہم پر قائم رکھے جو ہمیں ہر شدتِ تپش سے محفوظ رکھنے والی ہے۔

ویدیم أرکان الخلافة إنھا
فضل من الرحمن ذی الآلاء

اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارکان خلافت کو قائم ودائم رکھے کیونکہ یہ خدائے رحمٰن کا فضل اور اس کی بے پایاں نعمت ہے۔

اہلیہ ثانی کی بیعت کا ایمان افروز واقعہ

2003ء میں مکرم تمیم صاحب نے دوسری شادی کی۔ ان کی دوسری اہلیہ فجر عطایا صاحبہ مکرم حلمی الشافعی صاحب کی نواسی ہیں۔ ہماری درخواست پر انہوں نے اپنی بیعت کا واقعہ لکھ بھیجا ہے جو انہی کی زبانی پیش کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ:

مَیں لبنان کے ایک میڈیکل کالج میں سال اوّل کی طالبہ تھی اور وہاں اپنے والد کے ساتھ رہ رہی تھی جبکہ میری والدہ اور دیگر اہل خانہ مصر میں مقیم تھے۔ اس وقت تک نہ تو میرے والدین ہی احمدی تھے نہ ہی مجھے احمدیت کے بارہ میں کچھ علم تھا۔ باوجود اس کے کہ ان دنوں میرے نانا مکرم حلمی الشافعی صاحب لندن میں حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے پھر بھی ہمیں صرف اتنا علم تھا کہ وہ ایک مبلغ کے طور پر لندن میں مقیم ہیں، لیکن یہ علم نہ تھا کہ کس جماعت کے مبلغ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

ان دنوں مَیں نے اپنے ماحول میں امام مہدی کے بارہ میں سنا تو اس بارہ میں مختلف کتب سے جو معلومات مجھے مل سکیں ان کے مطابق یہ محسوس کیا کہ اس شخصیت کی ولادت اور ظہور کے بارہ میں بہت سارا ابہام پایا جاتا ہے، نیز کئی ایسے منطقی سوالات پیدا ہوتے تھے جس کا جواب نہ مل سکا۔ لہذا مَیں اس بارہ میں کوئی پختہ رائے نہ قائم کر سکی۔ تاہم مَیں نے مسلسل چالیس دن تک یہ دعا کی کہ جب بھی امام مہدی کا ظہور ہو اللہ تعالیٰ مجھے اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سادہ سے گھر میں داخل ہوتی ہوں جو سرسبز درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے دو کمرے اور ایک چھوٹا سا صحن ہے۔ ان میں سے ایک کمرے میں سبز رنگ کے کپڑے پر امام مہدی علیہ السلام کا تحریر کردہ خط پڑا ہوا ہے جس کے آخر پر ان کے دستخط بھی ہیں۔ گو کہ اس خط کے حروف تو عربی تھے لیکن ایسے لگتا تھا کہ جیسے کسی غیر عربی شخص نے لکھے ہیں۔ اس خط میں امام مہدی علیہ السلام نے مجھے بلایا تھا کہ مَیں سفر کر کے جاؤں اور ان کی جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ مَیں والد صاحب کے ساتھ رہ رہی تھی اور تعلیم حاصل کر رہی تھی ایسی صورتحال میں کہیں سفر کرنے کا کوئی خیال تک نہ تھا۔ لیکن یہ عجیب واقعہ ہوا کہ اس رؤیا کے ایک دن بعد ہی میری والدہ مصر سے اطلاع دیئے بغیر ہمیں ملنے کے لئے لبنان آگئیں اور جانے سے قبل مجھ سے مصر جانے کے بارہ میں پوچھا تو مَیں فوراً راضی ہوگئی اور سوچا کہ رؤیا میں سفر کر کے امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے سے مراد شاید یہی سفر ہو۔ لیکن مصر آکر بھی میری مراد پوری نہ ہوئی کیونکہ اوّل تو کسی نے از خود ایسی کوئی بات نہ کی، اور اگر مَیں نے اس بارہ میں بات کرنا چاہی تو سب نے شاید یہ سوچ کر اس بارہ میں مجھے کچھ نہ بتایا کہ مَیں لبنان میں ایک خاص قسم کے دینی ماحول سے وابستہ رہی ہوں اور عین ممکن ہے کہ امام مہدی کے بارہ میں ان کے نقطۂ نظر سے اختلاف کرتے ہوئے دین سے مزید دور نہ ہو جاؤں۔ بہرحال مَیں بے نیل مرام ہی واپس آگئی۔ مجھے امام مہدی کی تلاش میں ناکامی کے سبب مایوسی کا سامنا ضرور کرنا پڑا تاہم جو کچھ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا اس کے بارہ میں مجھے کبھی بھی یہ شک نہ گزرا کہ وہ غلط ہے۔ ایک سال کے بعد جبکہ مَیں مصر میں ہی تھی خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک تاریک رات میں سمندر کے کنارے پانی میں چل رہی ہوں۔ جب مَیں نے آسمان کی طرف دیکھا تو اس کے ستارے ہماری دنیا کے آسمان کے ستاروں کی طرح نہ تھے بلکہ ان کی ترتیب اور تصویر بالکل مختلف تھی۔ مَیں نے اس آسمان میں ایک بڑا سا دروازہ بھی دیکھا جس میں سے نور ہی نور نکل رہا تھا اس میں کچھ عربی زبان میں لکھے ہوئے کلمات بھی نظر آئے لیکن مَیں انہیں سمجھنے سے قاصر رہی۔ مَیں سمندر کے پانی سے نکل کر خشکی پر آئی تو دیکھا کہ وہاں پر امام مہدی علیہ السلام کا میرے نام ایک خط پڑا ہوا ہے جس میں صرف یہ دو لفظ لکھے ہوئے تھے: ''اعجاز المسیح''۔ مجھے اس کا نہ کوئی مطلب سمجھ آیا نہ ہی اس کے امام مہدی کے ساتھ تعلق کی تفہیم ہوئی۔ اگلے دن جبکہ مَیں اپنے ماموں ڈاکٹر حاتم صاحب ابن حلمی شافعی صاحب مرحوم کے گھر میں تھی تو اتفاقاً ان کی لائبریری دیکھنے لگ گئی، اور یونہی ہاتھ بڑھا کے جو ایک کتاب اٹھائی تو ایک لمحے کے لئے میری سانس رک گئی، مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں وہ حقیقت ہے یا میرا کوئی خیال، کیونکہ اس کتاب کی جلد پر جلی حروف میں جو نام لکھا تھا وہ ''اعجاز المسیح'' تھا۔ (یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تصنیف ہے) مجھے اسی وقت خواب کی تعبیر مل گئی۔ چنانچہ مَیں ایک ایک کر کے اس لائبریری کی کتابیں پڑھنے لگی۔ دو سال تک مسلسل مطالعہ کرنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ جیسے مَیں وقت ضائع کر رہی ہوں، اور اب مجھے مزید کسی تاخیر کے بیعت کر کے اس سفینۂ نجات میں سوار ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ مَیں نے 11؍اپریل 1999ء کو بیعت کر لی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ (باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

لجنہ اماء اللہ فجی (Fiji) کے تحت قرآن سیمینارز کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: سیدہ ذاکرہ تسنیم۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت لجنہ اماء اللہ فجی)

لجنہ اماء اللہ فجی نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے'' کی روشنی میں احمدی خواتین کے دلوں میں قرآنِ کریم کی اہمیت، فضیلت اور برکات کو اُجاگر کرنے کے لئے شعبہ تعلیم و تربیت نے 2009ء میں قرآن سیمینار منعقد کروانے کا پروگرام بنایا۔

یہ سیمینار ریجنل لیول پر منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور ان سیمینارز میں قرآن مجید کی تاریخ، تعلیمات اور احکامات نیز قرآن میں موجود مختلف چیزوں کے متعلق چارٹس بنانے کی ہدایت کی گئی۔ اور اس طرح لجنہ کے مابین ایک مقابلہ بھی منعقد کیا گیا جس میں لجنات سے کہا گیا کہ وہ آرٹس اینڈ کرافٹ کے ذریعہ قرآنِ کریم کی تعلیم کو واضح کریں۔ اس کے تحت فجی کی لجنہ نے بھرپور شوق اور لگن سے ان سیمینارز کی تیاری کی اور لجنہ نے خوبصورت چارٹس کے ساتھ ساتھ مقابلے کے لئے ماڈلز بنائے۔ جنہیں دیکھ کر ان کے ذوق وشوق کا اندازہ ہوتا تھا۔ جس میں لجنہ نے چاولوں، میتھی کے دانوں، وڈ ورک، پینٹ ورک، گلیٹر، ایمبرائڈری اور فجی کے روایتی کپڑے (ٹاپا) پر قرآنی آیات کو لکھا۔

اس سلسلہ کا پہلا سیمینار 16 اگست 2009ء کو صووا میں ہیڈ کواٹر کے لجنہ ہال ایوانِ مصطفیٰ میں منعقد ہوا۔

دوسرا سیمینار 26 ستمبر 2009ء کو جزیرہ ونوا لیوو کی مجالس (نصروانگا، ولودا، سیگانگا اور لمباسہ) کا قرآن سیمینار مسجد ناصر لمباسہ میں منعقد ہوا۔

اور تیسرا سیمینار ویسٹرن ریجن کی مجالس (ناندی، مارو اور لٹوکا) کا مسجد محمود مارو کے لجنہ ہال میں 18 اکتوبر کو منعقد کیا گیا۔ الحمد للہ ان سیمینارز کو دیکھنے کے بعد لجنہ کے بھرپور شوق اور محنت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

اس کے علاوہ قرآن سیمینار کے ماحول کو خوبصورت بنانے کے لئے ہر ریجن کی لجنہ و ناصرات نے قرآن کے متعلق خوبصورت معلوماتی چارٹس ترتیب سے آویزاں کئے۔ اور تیار کردہ اشیاء کو خوبصورتی سے سجایا گیا۔ ان سیمینارز میں قرآن کریم کی تلاوت، قرآن کے بارہ میں نظموں کے علاوہ مختلف تقاریر بھی پیش کی گئیں۔ جن میں قرآن کی تاریخ، قرآنی پیشگوئیاں، قرآنِ کریم کی تلاوت وفضیلت، رسولِ کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود کا عشقِ قرآن، خلفائے راشدین اور خلفائے احمدیت کے قرآن کے متعلق ارشادات، جماعتِ احمدیہ کی خدمتِ قرآن، پردہ کے متعلق قرآنی تعلیمات وغیرہ موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔

ان پروگراموں کو مزید دلچسپ اور معلوماتی بنانے کے لئے مختلف وقفوں کے دوران قرآنِ مجید کے بارہ میں احادیث، ارشادات حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاءِ کرام کے ارشادات پیش کئے گئے۔ نیز قرآنِ کریم کے متعلق کوئز پروگرام بھی کروائے گئے۔ صووا ہیڈ کواٹر کے پروگرام میں چھوٹی بچیوں نے نظم ''قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا'' کے متعلق ٹیبلو بھی پیش کیا اور ویسٹرن ریجن کی لجنات نے حضرت مسیحِ موعودؑ کے کلام ؎

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں

کو گروپ کی صورت میں بہت خوبصورت انداز میں پیش کیا اور ساتھ انگریزی میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس موقعہ پر غیر از جماعت عورتوں کو بھی دعوت دی گئی اور جماعت کی طرف سے شائع شدہ تراجم قرآنِ کریم کی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ ان سیمیناروں میں دس مہمانوں کے علاوہ ایک سو پچاس (150) سے زائد لجنہ وناصرات نے شرکت کی پچاس (59) خوبصورت چارٹس بنائے گئے۔ اکاسی (81) ماڈلز مقابلے کے لئے بنائے گئے ااور ان میں سے اکیس (21) فائنل مقابلے کے لئے منتخب کئے گئے۔

لجنہ کے سالانہ اجتماع جو کہ دسمبر کی 12 اور 13 تاریخ کو منعقد ہوا اس میں منتخب شدہ اکیس (21) ماڈلز کو فائنل مقابلے کے لئے خوبصورتی سے رکھا گیا۔ اور مکرم فضل اللہ طارق صاحب امیر و مشنری انچارج فجی اور مربیانِ کرام نے اِس مقابلے کی منصفی کی اور اوّل، دوم اور سوم آنے والے ماڈلز کا فیصلہ کیا گیا۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت نے اپنی طرف سے ان پوزیشنیں حاصل کرنے والی ممبرات کو انعامات دیئے۔

آخر میں نیشنل صدر صاحبہ لجنہ فجی نے لجنہ کے کاموں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دعا کی کہ خدا تعالیٰ ہمارے دِلوں میں قرآن کی سچی محبت پیدا فرمائے اور ہم اس کے حکموں پر چلنے والیاں ہوں۔ اور بہت جلد قرآنی تعلیمات کے مطابق دنیا میں حسین معاشرہ قائم ہو آمین۔

❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

نورحاصل کرنے کے لئے ،اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے ،اپنی دنیا وآخرت سنوارنے کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے اوراس کا بہترین ذریعہ راتوں کی عبادت ہے ،فرض نمازیں ہیں ،دل کا تقویٰ ہے۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نورانی وجود کے حسن وجمال اورآپ کی مختلف دعاؤں کا دلنشیں اوراثر انگیز تذکرہ جن میں اللہ تعالیٰ سے مزید نوراور برکت کی التجا کی گئی ہے۔

آنحضرتؐ سراپا نور تھے پھربھی آپؐ یہ دعائیں کرتے تھے۔ اصل میں آپؐ یہ دعائیں ہمیں سکھارہے ہیں کہ میری اُمّت کے لوگ مومنین یہ دعائیں کریں اورسراپا نور بننے کی کوشش کریں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 22 رجنوری 2010ء بمطابق 22رتبلیغ 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پرشائع کررہاہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آنحضرت ﷺ کے مقام اورکمال نورکو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ '' ......(عقل اورجمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسے کمال موزونیت ولطافت ونورانیت پرواقعہ کہ الہام سے پہلے ہی خودبخود روشن ہونے پرمستعد تھے)۔''(براہین احمدیہ حصہ سوم ۔روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 195۔ حاشیہ نمبر11) کہ عقلی لحاظ سے بھی اورباقی اخلاق کے لحاظ سے بھی آپ ﷺ اُس مقام پرواقع تھے جس کی کوئی انتہانہیں اور ہر چیز، ہراخلاق، ہرعمل جو تھا اس میں ایک نور بھرا ہوا تھا اورروشنی خودبخودنظرآتی تھی۔

قرآن کریم کے فرمان نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ(النور:36) نورفائض ہوانورپر، کے بارہ میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''(یعنی جب کہ وجودمبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سوان نوروں پرایک اَورنور آسمانی جووحی الٰہی ہے وارد ہوگیا اوراس نور کے وارد ہونے سے وجود باجُود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا'')۔(براہین احمدیہ حصہ سوم ۔روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 195۔ حاشیہ نمبر 11)۔(نوروں کا مجموعہ بن گیا)۔

پھرآپؑ فرماتے ہیں کہ'' قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نوراورسراج منیررکھاہے''۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم ۔روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 196۔ حاشیہ نمبر 11)

ایک جگہ نوراورسراج منیر کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''آپؐ کا نام چراغ رکھنے میں ایک اور باریک حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہوسکتے ہیں اوراس میں کوئی نقص بھی نہیں آتا۔ چاندسورج میں یہ بات نہیں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی اوراطاعت کرنے سے ہزاروں لاکھوں انسان اس مرتبہ پرپہنچیں گے اور آپ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اورجاری ہوگا۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ ظلمت کی انتہا کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی بعض صفات کی وجہ سے کسی انسان کواپنی طرف سے علم اورمعرفت دے کربھیجتا ہے اوراس کے کلام میں تاثیر اوراس کی توجہ میں جذب رکھ دیتا ہے۔ اس کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ مگروہ ان ہی کوجذب کرتے ہیں اور ان ہی پران کی تاثیرات اثرکرتی ہیں جواس انتخاب کے لائق ہوتے ہیں۔ دیکھوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سِرَاجًامُنِیْرًا ہے مگرابوجہل نے کہاں قبول کیا؟''(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 665 جدید ایڈیشن)

آج مَیں اللہ تعالیٰ کے اس نوراورروشن چراغ جونُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے، کے مقام اورآپؐ کے ظاہری حسن کے بارہ میں کچھ احادیث پیش کروں گا۔ جن سے آپ کے ظاہری حسن کے نورکا بھی پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح آپؐ کے مقام اوراپنی اُمّت کونور سے حصہ دینے کے لئے بعض دعائیں جوآپ نے سکھائی ہیں ان کا ذکرکروں گا۔ خیال یہ تھا کہ اس کے بعد حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی اس حوالے سے واقعات بیان ہوں لیکن یہ واقعات کافی ہیں اس لئے آج توبیان نہیں ہوسکیں گے۔ آئندہ انشاءاللہ۔

انسان کامل جن کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد! ﷺ مَیں نے زمین وآسمان کوبھی تیری وجہ سے پیدا کیا ہے۔ اپنے نور ہونے کے بارے میں آپ ﷺ خود فرماتے ہیں۔ ایک روایت مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جواللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان باب الایمان بالقدر الفصل الثانی شرح حدیث نمبر 94 جلد اول صفحہ 270 حاشیہ مطبوعہ بیروت لبنان 2001ء)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ابتداء سے ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ اس انسان کامل کودیا جانے والانوروہ نور ہے جو نہ پہلوں میں کبھی کسی کودیا گیا اورنہ بعد میں آنے والوں کودیا جائے گا۔ وہ صرف اورصرف انسان کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں ہوگا۔

آنحضرت ﷺ اپنی والدہ کی ایک رؤیا کا ذکرکرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے اندر سے ایک نورنکلا ہے۔ جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 64 مسند عتبة بن عبد السلمی حدیث نمبر 17798 مطبوعہ بیروت 1998ء)

پس دوردراز کے علاقوں تک اور بڑے بڑے محلات تک، بڑی بڑی حکومتوں تک آپ کے نور کے پھیلنے کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ کوبھی دی تھی۔ جس والدہ نے اپنے بچے کی پیدائش بھی بیوگی کی حالت میں دیکھی اورخودبھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تحت اپنے اس عظیم بچے کے بچپن کا پورا زمانہ بھی نہیں دیکھنا تھا، ان کواللہ تعالیٰ نے تسلی کرادی کہ باپ کے سائے سے محروم یہ بچہ محرومیت میں زندگی گزارنے والانہیں ہے۔ بلکہ اس کے نورنے تمام انسانیت کی روشنی کا ذریعہ بننا ہے اورآج ہم دیکھتے ہیں کہ کس عظمت اورشان سے آپ کی والدہ کی یہ رؤیا پوری ہورہی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے خدوخال کے بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے حضرت حسن بن علیؓ نے کہا:

مَیں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ سے نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھا اوروہ نبی ﷺ کا حلیہ خوب بیان کرتے تھے اورمَیں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے بھی ان (خدوخال) کا کچھ ذکرکریں جس سے مَیں چمٹ جاؤں توانہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بارعب اوروجیہ شکل وصورت کے تھے۔ آپؐ کا چہرہ مبارک یوں چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند۔(شمائل النبی ﷺ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ حدیث نمبر 7 اردو ترجمہ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن۔ربوہ)

پھرآپ کے حسن اورخوبصورتی کے بارہ میں ایک روایت میں ہے۔ حضرت جابرؓ بن سمرہؓ روایت

کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا۔ آپؐ سرخ جوڑے میں ملبوس تھے (سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے)۔ مَیں کبھی آپؐ کی طرف دیکھتا کبھی چاند کی طرف دیکھتا۔ آپؐ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

(شمائل النبی ﷺ باب ما جاء فی خلق رسول الله ﷺ حدیث نمبر 9 اردو ترجمہ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن۔ربوہ)

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سفید رنگ تھے گویا کہ آپ کو چاندی سے بنایا گیا ہے۔ (شمائل النبی ﷺ باب ما جاء فی خلق رسول الله ﷺ حدیث نمبر 11 اردو ترجمہ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن۔ربوہ)

اسی طرح ایک روایت میں آپ کے حسن اور پُرنور چہرے کا یوں بیان ہوا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے والے دانت ریخدار تھے (یعنی دانتوں میں ہلکا ہلکا فاصلہ تھا) جب آپؐ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے درمیان سے ایک نور ظاہر ہوتا تھا۔

(شمائل النبی ﷺ باب ما جاء فی خلق رسول الله ﷺ حدیث نمبر 14 اردو ترجمہ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن۔ربوہ)

پھر اپنوں کو ہی نہیں بلکہ آپ کا نور ہر سعید فطرت کو نظر آتا تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہؓ بن سلام کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ مَیں بھی لوگوں کے ساتھ آپ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ جب مَیں نے غور سے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا تو مَیں جان گیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

(سنن ترمذی کتاب القیامۃ و الرقائق باب 107/42 حدیث 2485)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا نام چراغ رکھا، اور چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہوتے ہیں۔ دنیا نے دیکھا کہ آپؐ نے اپنی زندگی میں ہی ہزاروں لاکھوں چراغ روشن کردیئے اور آج تک یہ روشنی دنیا میں پھیلتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان روشنی پانے والوں، عبادت کرنے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کو خوشخبریاں بھی دی ہیں کہ وہ جنت کے وارث بنیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مَیں ان نور حاصل کرنے والوں کو پہچان لوں گا۔ اس کی تفصیل ایک روایت میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عبدالرحمٰن بن جبیر کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابودرداءؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اُمّتوں میں سے مَیں اپنی اُمّت کو پہچان لوں گا۔ (صحابہؓ) نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیسے اپنی امت کو پہچان لیں گے؟ فرمایا کہ مَیں ان کو پہچان لوں گا کیونکہ ان کی کتاب ان کو دائیں ہاتھ میں دی جائے گی اور کثرت سجود کی وجہ سے ان کے چہروں کی علامتوں سے مَیں ان کو پہچان لوں گا اور مَیں انہیں ان کے نور کی وجہ سے پہچان لوں گا جو ان کے آگے ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 275 مسند ابو الدرداء حدیث 22083 مطبوعہ بیروت 1998ء)

اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی نشانی بتائی ہے کہ نور ان کے آگے آگے چلے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سجدہ کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے یا مومنوں کے متعلق فرماتا ہے جن کے چہروں سے نور ظاہر ہوتا ہے کہ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا۔ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح:30) تو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔

پس چہروں کا یہ نور، کثرت سجود اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر دم تیار رہنے اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرنے کی وجہ سے انہی کے آگے آگے چلے گا جو اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں گے، جو عبادات کرنے والے ہوں گے۔

پس آنحضرت ﷺ نے اُمّت میں انہیں شامل فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور عبادت میں بھی طاق ہیں۔ پس ایک احمدی کو اس مضمون کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے۔

عبادتوں کے معیار اونچے کرنے سے نور حاصل ہونے کے بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے۔

حضرت بُریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی بشارت دے دے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی المشی الی الصلاۃ فی الظلام حدیث 561)

یعنی فجر اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کے لئے مسجد میں آنے والوں کو نور کی بشارت دے دے جو تکلیف کرکے آتے ہیں۔ ایک جگہ تو فجر اور عشاء کی نماز نہ پڑھنے والوں کے بارہ میں بڑی سختی سے انذار بھی فرمایا ہوا ہے۔ پس یہ ہیں وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کی پیروی میں آپ کے احکامات پر عمل کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے نور حاصل کرتے ہیں۔

پھر بخشش اور شفاعت کا مضمون ہے جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ، آپ کے وجود کے ساتھ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ایک روایت میں اس کا یوں ذکر آیا ہے۔

حضرت عقبہؓ بن عامر جُہنی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ اوّلین و آخرین کو جمع کرے گا اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اور جب وہ فیصلہ سے فارغ ہوجائے گا تو مومنین کہیں گے کہ ہمارے ربّ نے ہمارے درمیان فیصلہ کردیا ہے۔ کون ہے جو ہمارے رب کے حضور ہمارے لئے شفاعت کرے۔ (یہ مومنین کا فیصلہ ہوا ہے اور مومنین پوچھ رہے ہیں۔ کون ہے جو شفاعت کرے؟)۔ پھر وہ کہیں گے کہ آدم کے پاس چلو کیونکہ اللہ نے اسے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور اس سے کلام کیا ہے۔ وہ آدم کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ چلیں اور ہمارے ربّ کے حضور ہماری شفاعت کریں تو آدم کہیں گے تم نوح کے پاس جاؤ۔ پھر وہ نوح کے پاس آئیں گے تو وہ ان کو ابراہیم کے پاس بھیج دیں گے۔ پھر وہ ابراہیم کے پاس آئیں گے تو وہ ان کو موسیٰ کے پاس جانے کا کہیں گے۔ پھر وہ موسیٰ کے پاس جائیں گے تو وہ ان کو عیسیٰ کی طرف راہنمائی کریں گے۔ وہ عیسیٰ کے پاس آئیں گے تو وہ ان سے کہیں گے مَیں تمہاری نبی اُمّی کی طرف راہنمائی کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر وہ میرے پاس آئیں گے پھر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے حضور کھڑے ہونے کی اجازت دے گا۔ پھر میرے بیٹھنے کی جگہ سے ایسی خوشبودار ہوا اٹھے گی جسے کبھی کسی نے پہلے نہیں سونگھا ہوگا۔ یہاں تک کہ مَیں اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوں گا۔ پھر وہ مجھے شفاعت کی اجازت دے گا اور میرے سر کے بالوں سے لے کر میرے پاؤں کے ناخنوں تک نور بھر دے گا۔ اُس وقت کافر ابلیس سے کہیں گے کہ مومنوں نے تو ایسے وجود کو ڈھونڈ لیا ہے جو ان کی شفاعت کرے۔ پس تو بھی اٹھ اور اپنے ربّ کے حضور ہماری شفاعت کر کیونکہ تو نے ہی ہمیں گمراہ کیا تھا۔ آپ انے فرمایا کہ وہ اٹھے گا تو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے ایسی بدبودار ہوا آئے گی جسے کبھی کسی نے پہلے نہیں سونگھا ہوگا۔ پھر اسے جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا۔ اس وقت وہ کہے گا کہ وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ۔ (ابراہیم:23) اور شیطان کہے گا کہ جب یہ فیصلہ نپٹا دیا جائے گا کہ یقیناً اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا جبکہ مَیں ہمیشہ تم سے وعدہ کرتا تھا اور پھر مَیں خلاف ورزی کرتا رہا۔ (سنن الدارمی کتاب الرقاق باب فی الشفاعۃ حدیث 2806) اور آج بھی یہ اس وعدے کی خلاف ورزی کررہا ہے۔

پس یہ مقام ہے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کا کہ آپ کا نور سب انبیاء کے نوروں سے چمکتا ہوا ظاہر ہوگا اور شفاعت کا اذن صرف آپؐ کو دیا جائے گا۔ پس ہزاروں ہزار دُرود و سلام ہوں ہمارے اس پیارے نبی پر جن کے ساتھ جڑنے سے دنیا بھی سنورتی ہے اور عاقبت بھی سنورتی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب صبح ہو تو چاہئے کہ تم میں سے ہر کوئی یہ کہے ہم نے صبح کی اور اللہ کی سلطنت نے بھی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ہم نے اور تمام سلطنت نے اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے صبح کی۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے اس دن کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کی فتح اور مدد کا طلب گار ہوں اور اس کا نور اور برکت اور ہدایت چاہتا ہوں اور اس میں جو شر پوشیدہ ہے اور جو شر اس کے بعد آنے والا ہے اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پھر جب شام ہو تو چاہئے کہ وہ یہی کلمات دوہرائے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح۔ حدیث نمبر 5084)

پس نور حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے، اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے اور اس کا بہترین ذریعہ جیسا کہ پہلی حدیث میں بیان ہوا ہے عبادات ہیں، راتوں کی عبادت ہے، دل کا تقویٰ ہے، دن کی فرض نمازیں ہیں۔

ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے نور کے حصول کے لئے اور آپ ﷺ کے نور سے فیض حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت دلوں میں قائم کرنے کے لئے کہ اس کے بغیر خدا کا نور نہیں ملتا، مومنوں کو یہ نصیحت فرمائی۔

سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۃ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت کی وہ اس کے لئے اس کے پاؤں سے سر تک نور بن جائیں گی اور جس نے ساری سورۃ کی تلاوت کی تو وہ اس کے لئے آسمان و زمین کے درمیان نور بن جائے گی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 374 مسند معاذ بن انسؓ حدیث 15711 مطبوعہ بیروت 1998ء)

ایک حدیث میں دجّال کے فتنے (سے بچنے) کے لئے بھی سورۃ کہف کی پہلی دس آیات اور آخری دس آیات پڑھنے کی طرف آنحضرت ﷺ نے توجہ دلائی اور اس کی تلقین فرمائی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 896،890 مسند ابو الدرداء عویمر حدیث نمبر 28092-28066 مطبوعہ بیروت لبنان 1998ء)۔ اور دجال کا فتنہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے انکار کا فتنہ ہے۔ پس آجکل یہ فتنہ زوروں پر ہے اور اس کے زوروں پر ہونے کی وجہ سے ان آیات کے پڑھنے کی طرف ہمیں بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ دجّال نے اپنے دجل سے جو مختلف قسم کے شرک پھیلائے ہوئے ہیں، ان سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار اور توحید کے قیام کے لئے عبادات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ان آیات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم اپنے دلوں میں حقیقی توحید قائم کریں گے تو پھر اس نور سے حصہ لینے والے ہوں گے جو خدا تعالیٰ کا نور ہے۔ جس کے سب سے اعلیٰ اور اکمل فرد حضرت محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم تھے جو انسان کامل کہلائے۔ پس صرف آیات پڑھ کر یا آیات پڑھ لینے سے انسان نور سے حصہ نہیں لے گا بلکہ اس اُسوہ پر چلنے سے حصہ ملے گا جو توحید کے قیام کے لئے آنحضرت ﷺ نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔

پھر آپ نے اُمّت کو فتنوں اور فساد سے بچنے کے لئے، معاشرے کو خوبصورت بنانے اور اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو اس نور سے منور کرنے کے لئے دعا سکھائی ہے۔

ایک روایت میں ذکر آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ کلمات سکھایا کرتے تھے لیکن آپ کا یہ کلمات سکھانا ہمیں تشہد سکھانے کی طرح نہ تھا۔ (کلمات یہ تھے) اے اللہ! ہمارے دل پر خیر جمع کر دے اور ہمارے درمیان صلح کے سامان مہیا فرما اور ہمیں سلامتی کی راہیں دکھا اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے اور نور کی طرف لے آ اور ہمیں بُری باتوں اور فتنوں سے بچا۔ خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے۔ اور اے ہمارے ربّ ہمارے کانوں، آنکھوں اور دلوں میں برکت دے اور بیویوں اور اولاد میں بھی برکت عطا فرما اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور ہمیں اپنی نعمت کا شکر گزار اور اس کی تعریف کرنے والا اور اسے قبول کرنے والا بنا اور وہ نعمت ہم پر پوری کر۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب التشہد حدیث 969) اور سب سے بڑی نعمت ایک مومن کے لئے اس کے دین پر قائم رہنا ہے۔ اعمال صالحہ بجالانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ اس کے حقوق ادا کرنا ہیں۔ اس کے لئے ہر مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔

پھر آپ نے ایک اور دعا سکھائی۔ طاؤس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب نبی ﷺ نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ تو ہی آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے ان کو قائم رکھنے والا ہے۔ تعریف کے لائق صرف تُو ہی ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کی بادشاہی تیری ہے۔ تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کا نور تُو ہی ہے۔ اور تعریف کے لائق تُو ہی ہے۔ تو ہی آسمان وزمین کا مالک ہے اور تعریف کے لائق تُو ہی ہے۔ تُو برحق ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے اور تیری ملاقات برحق ہے اور تیرا قول برحق ہے اور جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے اور انبیاء برحق ہیں اور محمد ﷺ برحق ہیں اور قیامت کا ظہور پذیر ہونا برحق ہے۔ اے اللہ! مَیں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ مجادلہ کرتا ہوں اور تجھ سے ہی مَیں فیصلہ کا طالب ہوں۔ پس تُو مجھے میرے وہ گناہ بخش دے جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں یا جو آئندہ سرزد ہوں گے اور وہ بھی جو مَیں نے پوشیدہ طور پر کئے ہیں اور جو اعلانیہ طور پر کئے ہیں۔ سب سے پہلے بھی تُو ہے اور سب سے آخر بھی تُو ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(بخاری ۔ کتاب التہجد۔ باب التہجد باللیل حدیث نمبر 1120)

پس نفس کی پاکیزگی اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے شیطان سے ایک جنگ کرنی پڑتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا شیطان تو آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان ہو گیا ہے۔ جب آپؐ یہ دعائیں کرتے ہیں اور اس درد سے کرتے ہیں تو ایک عام مومن کو کس قدر درد کے ساتھ دعائیں کرنے کی ضرورت ہے اور یہ دعائیں اور شیطان سے یہ جنگ، دعائیں کرنے کی یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ملتی ہے۔ اور شیطان سے جو جنگ انسان نے کرنی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا حصول اس وقت ممکن ہے جب اس کے حضور جھکنے والا بنا جائے۔ جب اس کا حق ادا کیا جائے۔ اس کے نور کی تلاش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر ایک روایت میں ایک دعا اس طرح بیان ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کو کوئی تکلیف اور کوئی غم پہنچا ہو تو وہ یہ کلمات کہے کہ اے اللہ! مَیں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ (ایک عام غلام کا ایک عورت کا بیٹا ہوں۔ یعنی ایک عام آدمی کا اور ایک عورت کا بیٹا ہوں۔) میری پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں۔ (تُو ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے۔) تیرا حکم میرے بارہ میں چل رہا ہے اور میرے بارہ میں تیری قضاء وقدر انصاف پر مبنی ہے۔ (ظلم تو تُو بہرحال مجھ پر نہیں کرے گا۔ جو بھی تو کرے گا وہ میرے گناہوں کی سزا ہے، میرے اپنے اعمال کی سزا ہے۔ جزا ہے تو وہ بھی تیری باتیں ماننے کی وجہ سے اور تیرے فضل کی وجہ سے ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کبھی ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ مَیں ظلم نہیں کرتا۔ رحمت اللہ تعالیٰ کی وسیع ہے لیکن اللہ تعالیٰ کسی بندے پر ظلم کبھی نہیں کرتا۔ میرے بارہ میں تیری قضاء وقدر انصاف پر مبنی ہے)۔ مَیں تجھے تیرے ان تمام صفاتی ناموں کے ساتھ جن سے تو نے اپنے آپ کو یاد کیا ہے یا جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے مانگتا ہوں یا جو تُو نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے اس کے ساتھ مانگتا ہوں۔ یا جسے تُو نے اپنے علم غیب میں ترجیح دی ہوئی ہے اس کے ذریعہ سے سوال کرتا ہوں۔ (اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کا تو انسان کو علم نہیں۔ اس لئے اپنے علم غیب کے لحاظ سے جنہیں ترجیح دی ہے ان کے واسطہ سے بھی مانگتا ہوں) کہ تُو قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے اور میرے سینے کا نور بنا دے اور میرے غم وحزن کو بھگانے اور دور کرنے کا باعث بنا دے۔ جب وہ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے غم اور حزن کو دور کر دے گا اور اس کی جگہ فرحت اور سرور رکھ دے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اس کو یاد نہ کر لیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں ض جو بھی اسے سنے چاہئے کہ وہ اس کو یاد کر لے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 47 مسند عبد اللّٰہ بن مسعود حدیث 3712 مطبوعہ بیروت 1998ء)

جیسا کہ پہلے بھی مَیں ایک خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور قرآن کریم وہ نور ہیں جن کے ذریعہ سے شیطان کے حملوں سے بچا جا سکتا ہے۔ پس اس دعا میں قرآن کریم کو بہار بنانے کا مطلب ہے کہ اسے پڑھنے، اس پر عمل کرنے، اس کو سمجھنے کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور جب ہم اس دعا پر غور کرتے ہوئے قرآن کریم کو پڑھیں گے، سمجھنے کی کوشش کریں گے، عمل کریں گے تو ظاہر ہے جو بھی عمل ہوگا اس سے لازماً حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ ہو رہی ہوگی اور حقوق اللہ بھی ادا کرنے کی کوشش ہو رہی ہوگی اور حقوق العباد بھی ادا کرنے کی طرف توجہ ہو رہی ہوگی اور کوشش ہو رہی ہوگی۔ عبادت کے معیار بڑھیں گے اور اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد: آیت 29) کا مضمون اپنی شان دکھاتے ہوئے اطمینان قلب کا باعث بنے گا۔ مشکلات سے نکالنے کا باعث بنے گا۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رات کو جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے مَیں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! مَیں تیری اس رحمت خاص کا طلبگار ہوں۔ جس کے ذریعہ تُو میرے دل کو ہدایت عطا کر دے اور میرے کام بنا دے اور میرے پراگندہ کاموں کو سنوار دے اور میرے بچھڑے ہوؤں کو ملا دے۔ اور میرے تعلق رکھنے والے کو رفعت دے۔ تُو اپنی رحمت کے ذریعہ میرے عمل کو پاک کر دے اور مجھے رشد وہدایت الہام کر اور جن چیزوں سے مجھے الفت ہے وہ مجھے مل جائیں۔ ہاں ایسی رحمت خاص جو مجھے ہر برائی سے بچا لے۔ اور اے اللہ! مجھے ایسا دائمی ایمان و ایقان بھی نصیب فرما جس کے بعد کفر نہیں ہوتا۔

(اب آنحضرت ﷺ کا مقام دیکھیں فرماتے ہیں) اے اللہ مجھے ایسا دائمی ایمان و ایقان بھی نصیب فرما جس کے بعد کفر نہیں ہوتا۔ (یہ دعا ہمیں کس قدر کرنی چاہئے؟)۔ ایسی رحمت عطا کر جس کے ذریعہ مجھے دنیا و آخرت میں تیری کرامت کا شرف نصیب ہو جائے۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے ہر فیصلے میں کامیابی چاہتا ہوں اور شہیدوں کی سی مہمان نوازی اور سعادت مندی کی زندگی اور دشمنوں پر فتح ونصرت کا خواستگار ہوں۔ مولیٰ مَیں تو اپنی حاجت لے کر تیرے در پر حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر میری سوچ ناقص اور میری تدبیر کمزور بھی ہے تب بھی مَیں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ پس اے تمام معاملات کے فیصلے کرنے والے اور اے دلوں کو تسکین عطا کرنے والے! مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح بپھرے سمندروں میں تُو انسان کو بچا لیتا ہے اسی طرح مجھے آگ کے عذاب سے بچا لے۔ ہلاکت کی آواز اور قبر کے فتنے سے مجھے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پناہ دے اوراے میرے مولیٰ! جس دعا سے میری سوچ کوتاہ ہے (جہاں تک میری سوچ نہیں پہنچ سکتی) اور جس امر کے لئے مَیں نے دست سوال دراز نہیں کیا ہاں وہ خیر اور وہ بھلائی جس کی مَیں نیت بھی نہیں باندھ سکا۔ (نہ صرف یہ کہ دست سوال نہیں پھیلایا بلکہ نیت بھی نہیں باندھ سکا)۔ مگر تُو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ اس خیر کا وعدہ کر رکھا ہے یا اپنے بندوں میں سے کسی کو وہ خیر تو عطا کرنے والا ہے۔ تو ایسی ہر خیر کے لئے مَیں رغبت رکھتا ہوں۔ (مجھے بھی عطا فرما) اور اے سب جہانوں کے ربّ! مَیں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں۔ اے اللہ! مضبوط تعلق والے اور رشد و ہدایت کے مالک! مَیں قیامت کے روز تجھ سے امن کا خواہاں ہوں اور اس دائمی دور میں جنت چاہتا ہوں۔ تیرے دربار میں حاضری دینے والے مقرب بندوں کے ساتھ اور رکوع و سجود بجالانے والوں اور عہد پورا کرنے والوں کی معیت میں۔ یقیناً تو بہت رحم اور محبت کرنے والا ہے۔ (دیکھیں مَیں تیرے دربار میں حاضری دینے والے مقرب بندوں کے ساتھ، رکوع و سجود بجالانے والوں اور عہد پورا کرنے والوں کی معیت میں۔ پس عہد پورا کرنا بھی ایک بہت ضروری چیز ہے۔ یقیناً تو بہت رحم اور محبت کرنے والا ہے)۔ بے شک تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا ہدایت یافتہ راہنما بنادے جو خود گمراہ ہونے والے ہوں نہ گمراہ کرنے والے بنیں۔ (نہ خود گمراہ ہوں نہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے بنیں)۔ تیرے پیاروں اور دوستوں کے لئے ہم سلامتی کا پیغام ہوں۔

(اگر مسلمان بھی یہ دعا کریں اور اگر نیک نیتی سے دعا کی جائے تو ان کو اس زمانہ کے امام کو ماننے کی بھی توفیق ملے۔)

فرمایا اور تیرے دشمنوں کے لئے جنگ کا نشان، تیرے پیاروں اور دوستوں کے لئے ہم سلامتی کا پیغام ہوں اور تیرے دشمنوں کے لئے جنگ کا نشان۔ فرمایا ہم تیری محبت کے صدقے، تیرے ہر محبّ سے محبت کرنے والے اور تیری مخالفت اور دشمنی کرنے والوں سے تیری خاطر عداوت رکھنے والے ہوں۔ اے اللہ! یہ ہماری عاجزانہ دعا ہے جس کا قبول کرنا تیرے پر منحصر ہے۔ اے اللہ! بس یہی دعا ہماری سب محنت اور تدبیر ہے اور سب بھروسہ تیری ذات پر ہے۔ اے اللہ میرے لئے میرے دل میں نور پیدا کر دے۔ میری قبر کو بھی روشن کر دے۔ میرے آگے اور میرے پیچھے نور کر دے۔ میرے بائیں بھی نور کر دے اور میرے اوپر بھی نور کر دے اور میرے نیچے بھی نور کر دے اور میری سماعت میں بھی نور بھر دے اور میری بصارت میں بھی نور بھر دے اور میرے بالوں میں بھی نور بھر دے اور میری جلد کو بھی نورانی کر دے اور میرے گوشت اور میرے خون میں بھی نور بھر دے اور میرے دماغ میں بھی نور بھر دے۔ اور میری ہڈیوں میں بھی نور بھر دے۔ اے اللہ! میرے دل میں نور کی عظمت پیدا کر دے اور پھر مجھے وہ نور عطا کر۔ بس مجھے سراپا نور ہی نور بنا دے۔ پاک ہے وہ ذات جو بزرگی کا لباس زیب فرما کر عزت کے ساتھ متمکن ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کے سوا کسی کی پاکیزگی بیان کرنی مناسب نہیں۔ پاک ہے وہ صاحب فضل و نعمت وجود۔ پاک ہے وہ عزت و بزرگی کا مالک اور پاک ہے وہ جلال اور اکرام والا۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب 30 حدیث 3419)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس دعا کو سمجھ کر کرنے اور اس کا فیض پانے والا بنائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے اس نور سے فیض پانے والے ہوں جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے۔ آپ سراپا نور تھے لیکن پھر بھی کس درد کے ساتھ یہ دعائیں کرتے تھے۔ یہ دعائیں اصل میں آپؐ ہمیں سکھا رہے ہیں کہ میری اُمّت کے لوگ، مومنین یہ دعائیں کریں اور سراپا نور بننے کی کوشش کریں۔ میرے اسوہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ مخلوق کے حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ آپ اپنے متبعین کو بھی اس نُور سے منور کرنے کے لئے بے چین تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بجالانے والے ہوں اور اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیار کو سب پر مقدم رکھتے ہوئے آپ کی اپنی اُمّت کے لئے نیک خواہشات کو پورا کرنے والے ہوں۔ آپ نے امت سے جو امیدیں وابستہ رکھیں ان کو پورا کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس نورٌ علیٰ نور سے فیض پاتے ہوئے امت ہونے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہاء نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصّہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں“۔

(الحکم مؤرخہ 28 فروری 1903ء جلد:7 شمارہ:8 صفحہ 7 کالم نمبر 1)

اور یہ حقدار کون ہیں؟ وہ جو حقوق اللہ بجالانے والے ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے سینے بھی اس نور کو جذب کرنے والے ہوں جو آنحضرت ﷺ کے سینے سے نکل رہا ہے۔

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں

تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

مورے (Moore) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

مورے (Moore) زبان برکینا فاسو (مغربی افریقہ) کی ایک اہم زبان ہے اور مُوسی (Moosi) قبیلہ کے لوگ یہ زبان بولتے ہیں۔ برکینا فاسو کی چالیس فیصد آبادی (یعنی قریباً 6.2 ملین) Moosi لوگوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح آئیوری کوسٹ (Ivory Coast) کے شمال اور گھانا (Ghana) کے شمالی علاقوں میں بھی یہ کافی تعداد میں آباد ہیں۔ اس کے علاوہ بینن (Benin)، مالی (Mali) اور ٹوگو (Togo) میں بھی اس زبان کے بولنے والے ملتے ہیں۔

مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب سابق امیر و مبلغ انچارج برکینا فاسو Mossi قبیلہ میں احمدیت کے نفوذ اور مورے (Moore) زبان میں ترجمہ قرآن مجید کے بارہ میں لکھتے ہیں:

Moosi قبیلہ کی بنیاد گھانا کے شمال میں رکھی گئی۔ برکینا فاسو میں احمدیت کا نور بھی گھانا کے شمال سے ہی آیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ گھانا کے شمال کا بڑا شہر ’وآ‘ (WA) ہے۔ جب وہاں کے لوگ احمدیت کے نور سے منور ہوئے تو وہاں سے اس نور کی شعاعیں برکینا فاسو پہنچیں۔ موسی (Moosi) قبیلہ کے ایک امام سانفو مختار تجارت اور دینی علوم کے حصول کے لئے Wa کے ابتدائی احمدی ممتاز جید عالم مکرم و محترم امام صالح صاحب کے پاس آتے تھے۔ اسی طرح برکینا فاسو کے کچھ دیگر لوگوں تک ان کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچا۔ Wa (گھانا) میں آنے والے مرکزی مبلغین برکینا فاسو کے احمدیوں کی تربیت کرتے رہے۔ خاکسار نے برکینا کے پرانے احمدیوں کے پاس مولانا بشیر احمد قمر صاحب (مرحوم) سابق مبلغ گھانا کی تصاویر دیکھی ہیں جو اپنے WA میں قیام کے دوران یہاں تشریف لاتے رہے۔ اسی طرح مولانا یوسف بن صالح صاحب بھی اس علاقہ میں آتے رہے۔ مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت گھانا کی کوششوں سے باقاعدہ جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی رجسٹریشن ہوئی اور گھانا سے ہی پہلے مرکزی مبلغ مکرم عمر فاروق یحیٰی صاحب برکینا فاسو میں متعین ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1989ء میں مکرم ادریس احمد شاہد صاحب امیر و مبلغ انچارج جماعت برکینا فاسو کو منتخب آیات قرآن مجید کا مورے زبان میں ترجمہ کروا کر شائع کرنے کی توفیق ملی۔ انہوں نے مکمل قرآن مجید کے مورے ترجمہ کی اجازت بھی لی لیکن ترجمہ کرنے والے کی نااہلی کی وجہ سے یہ کام بہت لمبا عرصہ تعطل کا شکار رہا۔ خاکسار نے اپنے دور امارت میں مرکز سے دوبارہ اجازت لی اور ترجمہ کے لئے مورے زبان کے ٹیچر ٹریننگ کالج کے پرنسپل مکرم باکنگورا فیل صاحب سے معاہدہ کیا اور ان سے یہ طے پایا کہ وہ جماعت کے فرنچ ترجمہ کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کریں گے اور ہر ہفتہ جتنا کام ہوگا وہ لے کر واگادوگو میں جماعت کے مرکزی مشن میں آئیں گے اور جماعت کی طرف سے اس زبان کے ماہر لوگوں کی بنائی گئی ٹیم کے ساتھ مل کر اس ترجمہ کی نظر ثانی کریں گے۔ اس کا طریق یہ رکھا کہ ہر ہفتہ اور اتوار کو وہ مشن ہاؤس آتے اور ہماری ٹیم جس میں لوکل مشنری مکرم ودراگو عبدالکریم صاحب، الحاج ودراگو جبرائیل صاحب، مکرم زونو یونس صاحب کے ساتھ بیٹھ کر جتنا کام ہوا ہوتا تھا اس کو پڑھا جاتا اور تصحیح کروائی جاتی۔ اس ٹیم کی معاونت مکرم زونو سالیف صاحب، الحاج سانفو قاسم صاحب اور لوکل مشنریز مکرم مائیگا تجان صاحب اور مکرم درابو مجید صاحب کرتے رہے۔

اس ترجمہ کی کمپوزنگ اور قرآن مجید کے عربی متن کے ساتھ سیٹنگ کا کام مکرم محمد اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے کیا۔ قرآن مجید پرنٹنگ کے لئے تیار تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 2006ء میں جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو اپنا پرنٹنگ پریس ”نور السلام“ عطا فرما دیا۔ اس پریس کے ابتدائی کاموں میں مورے ترجمہ قرآن کی اشاعت کا نہایت اہم اور بابرکت کام تھا جو انجام پایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورے زبان میں یہ پہلا ترجمہ قرآن ہے جس کو ہر سطح پر بہت سراہا گیا۔ اس کی کاپی موسی (Moosi) قبیلہ کے بادشاہ مورے نابہ کو اور دیگر اہم شخصیات کو بھی پیش کی گئی۔

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 16

صاحب کی قبر پر دعا کی۔ مرحوم اٹلی کے باشندہ تھے اور جرمنی میں مقیم تھے۔ جرمنی میں بیعت کرنے والے ابتدائی احمدیوں میں سے ہیں۔ مرحوم نے اسپرانٹو (Espranto) زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی سعادت پائی۔ بعد ازاں حضور انور مسعود احمد جہلمی سابق مبلغ سلسلہ جرمنی کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔ بعد ازاں مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب مرحوم کی قبر پر بھی حضور انور نے دعا کی۔ مبشر احمد باجوہ جماعت جرمنی کے ایک نہایت مخلص اور فدائی کارکن تھے۔ مرحوم کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پنجابی زبان میں نظم جس کا ایک قطعہ یہ ہے۔

اونوں کیویں دساں کہ مَیں تیتھوں کی سکھ پایا
شاوا سوہنے یار مبشر واہ واہ بلّے بلّے
آؤ سجنو مل بیٹھے تے گل اس یار دی چلّے

ان مرحومین کی قبور پر دعا کرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر قریباً 20 منٹ کے سفر کے بعد اڑہائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت السبوح پہنچے اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

نماز جنازہ حاضر

دو بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑہائی نماز کی ادائیگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم عبدالخالق صاحب مرحوم جماعت Russelsheim کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحوم موصی تھے اور عمر 70 سال تھی حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پائی۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق شام پونے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع کیں۔ آج 21 خاندانوں کے 85 افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقات کرنے والوں میں فرینکفرٹ شہر کی اردگرد کی جماعتوں کے علاوہ دیگر جماعتوں Soest، Frieburg، Zwickau اور Renengen سے آنے والی فیمیلیز بھی شامل تھیں۔ علاوہ ازیں آسٹریلیا اور سویڈن سے آنے والی بعض فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔

فیملی ملاقاتوں کے بعد دفتری ملاقاتیں ہوئیں۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب اور ایڈیشنل وکیل المال صاحب نے حضور انور سے ملاقات میں مختلف معاملات پر ہدایات حاصل کیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام سات بجے تک جاری رہا۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ سے میٹنگ

بعد ازاں میٹنگ روم میں مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شام سات بجے شروع ہوئی۔ حضور نے دعا کروائی۔

حضور انور نے **صدر صاحب خدام الاحمدیہ** کو مخاطب کر کے فرمایا خدام کو بڑا تیز ہونا چاہئے۔ سست کیوں ہیں۔ بیماروں کے تو آپ بے تحاشا خط لکھتے ہیں رپورٹیں کیوں نہیں بھجواتے۔

حضور نے فرمایا: ہر بات کے لئے الگ الگ خط لکھنے کی بجائے ایک ہی خط میں سب کچھ لکھ سکتے ہیں۔ خواہ مخواہ صفحات کیوں ضائع کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا مجالس سے رپورٹس منگوانے کا طریق کار کیا ہے؟ کتنا خرچ آتا ہے؟ آپ رپورٹوں کو ای میل وغیرہ کے ذریعے منگوا کر خرچ کم کر سکتے ہیں۔ کوئی پروگرام اگر سیکیور (Secure) بنا سکتے ہوں جس سے Figures وغیرہ کے چوری ہونے کا خطرہ نہ ہو تو وہ بنوائیں اور اس کے ذریعہ کام میں تیزی پیدا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کو مجالس سے جو رپورٹس موصول ہوتی ہیں ان رپورٹس کو کاؤنٹر چیک کرنے کے لئے جب آپ دوروں پر جاتے ہیں تو وہاں بھی جائزہ لیا کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر سہ ماہی کی اس طرح سے رپورٹ تیار کر کے بھجوائیں کہ یہ ہم نے پروگرام بنایا تھا اور تین ماہ کے عمل کے دوران اس کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ بھی جائزہ ہونا چاہئے اور پھر اس کا ریکارڈ محفوظ بھی ہونا چاہئے کہ کتنے لڑکے جماعت سے پیچھے ہٹ گئے؟ کتنے لڑکے مختلف برائیوں میں مبتلا ہو گئے؟ اور آپ کی تربیتی کوششوں کے نتیجے میں وہ جماعت کی طرف واپس آنے میں بڑھے ہیں یا اپنی بیہودگیوں میں بڑھے ہیں۔

مہتمم تربیت نو مبائعین نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ 46 خدام نو مبائعین ہیں جنہوں نے پچھلے تین سالوں میں احمدیت قبول کی۔

حضور انور نے فرمایا ان کو جماعت کے ریگولر سسٹم کا حصہ بنانے کے لئے کیا پروگرام آپ نے بنایا ہے۔ ان کے لئے الگ پروگرام کوئی بنائے ہیں؟ اور اجتماع وغیرہ پر ان کے Active رول کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے؟ حضور نے فرمایا آنے والوں کی پرانے احمدیوں میں سے کسی خادم کے ساتھ مواخات کروائیں۔ CDs کے ذریعہ نو مبائعین کے لئے ایسے پروگرام بنائے جا سکتے ہیں جن میں انہیں قاعدہ اور قرآن پڑھانے اور سکھانے کا انتظام ہو۔ آج کل کتابیں پڑھنے کی بجائے CDs کے ذریعہ زیادہ دلچسپی پیدا کی جا سکتی ہے۔

مہتمم تربیت نو مبائعین مقامی جرمن احمدی ہیں حضور انور نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا جس طرح آپ خود جماعت کے Mainstream میں آ گئے ہیں اس طرح دوسرے بھی آ سکتے ہیں تین سال کے اندر اندر سب مبائعین کو نظام کا مکمل حصہ بنا دیں۔ حضور انور نے فرمایا MTA پر قاعدہ یسرنا القرآن کے اسباق دیئے جاتے ہیں وہاں سے سیکھ سکتے ہیں۔ مہتمم تعلیم کی ڈیوٹی ہے وہ ان کو CD مہیا کر سکتے ہیں ان CDs کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔

مہتمم تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا ٹارگٹ مقرر کیا ہے اور کیا کوشش کر رہے ہیں؟

مہتمم تبلیغ نے بتایا کہ ایسٹ جرمنی اور ویسٹ جرمنی میں 100 گاؤں کا ٹارگٹ رکھا ہے۔ مشرقی جرمنی میں اب تک ہم 32 گاؤں میں گئے ہیں۔ ہماری 19 ٹیموں نے وہاں جا کر کام کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ان لوگوں کی مذہب میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے وہاں جا کر سیمینار کریں۔ انٹر فیتھ پروگرام کریں۔ خدا کے وجود، اس کی ہستی، مذہب کی ضرورت ہے یا نہیں وغیرہ موضوعات پر تقریریں کروائیں۔ اور یہودی، عیسائی اور دوسرے مذاہب والوں سے بھی اس میں تقریریں کروائیں۔

حضور انور نے فرمایا ایسے طریق سے کام شروع کریں کہ آپ کے کام میں تیزی آئے۔ پہلے پتہ کریں کہ احمدیت کو جانتے کتنے ہیں۔ 05. (پوائنٹ زیرو فائیو) بھی نہیں جانتے کہ جرمنی میں احمدیت کا تعارف کیا ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جو ایک ملین کی تعداد میں پمفلٹ شائع ہوا تھا اس کی تقسیم میں خدام نے کیا حصّہ لیا ہے۔ فرمایا اپنی مجالس کے خدام سے بھی رپورٹ لیں کہ انہوں نے اس کی تقسیم میں کیا کام کیا ہے۔ آپ کی رپورٹ سے، چیک کرنے سے پتہ چل جائے گا کہ کام باثمر ہے یا نہیں۔

مہتمم تعلیم نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امسال کتاب ''پیغام صلح'' کے دو امتحان ہوں گے۔ حضور انور نے فرمایا انصار اللہ اور لجنہ اور خدام نے سب نے یہی کیا ہے۔ مہتمم تعلیم نے بتایا کہ مجلس کی سطح پر دو امتحان لیں گے۔ بنیادی نصاب اس کے علاوہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا اگر پیپر وغیرہ مرکز تیار کرے گا تو پھر جماعتی ہو گیا۔ مجلس کا امتحان تو نہ رہا۔

مہتمم امور طلباء نے بتایا کہ کل طلباء کی تعداد 3727 ہے جن میں سے 376 یونیورسٹی میں جانے والے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: **یونیورسٹی میں سیمینار آرگنائز کریں**۔ پروگرام بنائیں۔ ان پروگراموں میں باہر کے طلباء بھی آ سکتے ہیں۔

مہتمم امور طلباء نے بتایا کہ طلباء کی کونسلنگ کے لئے ہم نیشنل، ریجنل، زونل اور مجالس کی سطح پر انتظام کرتے ہیں۔ جو یونیورسٹی کے طلباء ہیں وہ Presentation تیار کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اس میں ان کی دینی تعلیم کے لئے بھی کچھ پروگرام بنایا کریں۔

مہتمم مال نے اپنے بجٹ اور چندہ مجلس کے بارہ میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ تین لاکھ 80 ہزار یورو چندہ مجلس ہے۔ اور کمانے والے خدام کی تعداد 2461 ہے۔

اجتماع پر زیادہ خرچ ہونے کے حوالہ سے بتایا گیا کہ ہماری اجتماع پر حاضری چھ سے ساڑھے چھ ہزار تک ہوتی ہے اور بڑی مارکیز لگانی پڑتی ہیں۔

محاسب سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ سے کام بھی لیا جاتا ہے یا آپ نام کے محاسب ہیں۔ محاسب نے بتایا کہ مختلف شعبہ جات کے جو بجٹ منظور ہوئے ہوتے ہیں ان کا حساب کرتے رہتے ہیں۔ ہر شعبہ کے بل چیک کرتا ہوں۔ جو رقم ایڈوانس میں دی جاتی ہے وہ بھی چیک کرتا ہوں۔

مہتمم اطفال نے بتایا کہ اطفال کی تعداد 2200 سے زائد ہے۔ حضور انور نے اطفال کے چندہ وقف جدید کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ اطفال کا وعدہ وقف جدید بائیس ہزار پانچ صد (22500) یورو ہے۔

مہتمم صحت جسمانی نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ 1894 خدام باقاعدہ کھیلنے والے ہیں۔ سالانہ اجتماع کے موقع پر کھیلوں کے مقابلہ جات ہوتے ہیں۔ اسی طرح نیشنل لیول پر اور ریجنل سطح پر بھی کھیلوں کے پروگرام ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: **عاملہ کے جو ممبران کھیل یا سیر نہیں کرتے ان کے لئے بھی لازمی کریں اور رپورٹ لیا کریں۔**

مہتمم اشاعت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہر دو ماہ کے بعد شمارہ نکلتا ہے۔

مہتمم وقار عمل نے بتایا کہ ہر ماہ باقاعدگی سے وقار عمل ہوتا ہے۔ ہر ماہ کی آخری جمعرات کو تمام مساجد اور سینٹر میں وقار عمل کا پروگرام ہوتا ہے۔

مہتمم خدمت خلق سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ بلڈ ڈونر کے لئے رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا۔ مَیں نے ہدایت دی تھی کہ **بلڈ ڈونر آرگنائزیشن کے ساتھ احمدیہ یوتھ آرگنائزیشن کے نام سے رجسٹر کروائیں**۔ حضور انور نے فرمایا۔ جرمنی اتنا بڑا ملک ہے، کسی نہ کسی شہر، کسی صوبہ میں، کسی نہ کسی جگہ آپ کو رجسٹریشن مل جائے گی۔

حضور انور نے فرمایا: مشکل ہے تو مشکلوں میں تو آپ نے ہاتھ ڈالنا ہے۔ حضور انور نے فرمایا لوکل چیریٹیز کو جب چیریٹی دیتے ہیں تو ہیومینٹی فرسٹ کو بھی کچھ نہ کچھ دیا کریں۔ اس سے لوگوں کو ہیومینٹی فرسٹ کا تعارف بھی ہو گا اور لوگوں کو یہ پتہ بھی چلے گا کہ اپنی چیریٹی تنظیم ہونے کے باوجود یہ دوسروں کو بھی مدد دیتے ہیں۔

معاون صدر جو خدام کی ویب سائٹ کے انچارج ہیں، حضور انور نے ان کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کو رپورٹ بنانے کا سسٹم بنا کر دیں۔ رپورٹس Collect کرنے کا نظام اور کیسے ان کا جواب دینا ہے اور رپورٹ فارم، ان سب کے لئے ایک ایسا پروگرام بنائیں کہ یہ سب کچھ ایک سسٹم میں آ جائے۔

حضور انور نے فرمایا: پرانے طریقوں پر ہی نہ چلیں بلکہ بڑے بڑے فرٹائل (Firtile) دماغ ہیں۔ نئے نئے راستے Explore کیا کریں۔ لیکن ایسے رستے جماعتی روایات کے اندر رہتے ہوئے ہونے چاہئیں۔

پروگرام یوم والدین کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم والدین کے پروگرام کے بارہ میں میری طرف سے کوئی روک، پابندی نہیں ہے۔ مرد علیحدہ ہوں اور لجنہ علیحدہ پردہ میں ہو تو دونوں کر سکتے ہیں۔ بعض بچے چھوٹے ہوتے ہیں مائیں ساتھ آتی ہیں۔ یہ پروگرام جماعتی روایات کے مطابق ہو۔ مسجد میں بھی کر سکتے ہیں۔

سات بج کر 45 منٹ پر یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت عاملہ کے تمام ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت السبوح میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

۞۞۞۞۞

پریس کوریج

آج کی اس تقریب کو پریس نے بڑی تفصیل کے ساتھ کوریج دی۔

۞...... اخبار روزنامہ Frankfurter Rundschau جو ملک بھر میں پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کی روزانہ کی اشاعت ڈیڑھ لاکھ کے لگ بھگ ہے نے اپنی 22/دسمبر 2009ء کی اشاعت میں لکھا:

’’نور مسجد کو بنے 50 سال ہوگئے کسی قسم کے خوف کی ضرورت نہیں

نور کا مطلب روشنی ہے اسے مت بھولنا۔ نور وہ روشنی ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے۔ خوش قسمت ہے وہ جو اس نور کو پاتے اور دیکھتے ہیں۔

یہ ہے اس نظم کا مطلب جو بچیوں نے ہفتہ کے روز ہونے والی تقریب میں پڑھی۔ یہ تقریب راٹزکیلر میں ہوئی جہاں یہ بچیاں اس نظم کو کچھ کپکپاتی آواز اور ٹھنڈ سے ٹھٹھرتے ہاتھوں سے کاغذات کو پکڑ کر گا رہی تھیں۔

اس تقریب کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ ساکسن ہاؤزن میں تعمیر شدہ نور مسجد کو بنے ہوئے 50 سال ہوگئے ہیں۔ اور 50 سالہ تقریب منانے کیلئے جماعت احمدیہ جرمنی بھر کے 250 جماعتوں کی ہی صرف نمائندگی نہ تھی بلکہ بڑی تعداد میں دیگر مہمان بھی تھے جن میں صوبہ ہیسن کے اینٹیگریشن، قانون اور یورپی معاملات کے وزیر جناب مکرم ہان، مذہبی تنظیموں کے نمائندگان، صوبائی اسمبلی کے ممبران ، فرینکفرٹ اسمبلی کے نمائندگان بھی شامل تھے اور یہ تمام مہمان انتہائی سرد درجہ حرارت کے باوجود اس تقریب میں آئے اور اس تاریخی علاقہ میں منعقد ہونے والی تقریب کو رونق بخشی۔

تقریب میں تقریباً 150 مہمان شامل تھے لیکن ان تمام مہمانوں میں سے ایک مہمان سب سے منفرد اور مختلف تھے اور وہ تھے جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جو کہ آج کل لندن میں پناہ گزین ہیں۔ اور ان کی طرف سے تمام معززین اور سامعین کو جرمنی کی دوسری پرانی اور تاریخی مسجد کی تقریبات پر خوش آمدید کہا گیا۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے اپنے خطاب کا جب آغاز کیا تو اپنے خطاب میں انہوں نے اسرائیل کے مسئلہ کے حل کیلئے کوئی نقطہ پیش نہیں کیا اور نہ ہی ان کی طرف سے دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے کوئی منصوبہ پیش کیا گیا۔ بلکہ ان کے خطاب کا زیادہ حصّہ امن کے موضوع سے متعلق رہا اور اسی موضوع پر بات چیت کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کبھی بھی ہماری مساجد سے کسی کے بارہ میں نفرت آمیز کلمات نہیں سنیں گے۔ اس کے برعکس آپ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی محبت عظمت اور اسکی مخلوق کی محبت اور خدمت سے متعلق ہی باتیں سنیں گے۔ دسعت قلبی ، احترام، ایک دوسرے کیلئے برداشت اور محبت یہ وہ نقاط ہیں جن پر جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے اپنے خطاب میں زور دیا۔ اسی طرح انہوں نے متنبہ کیا کہ اس وقت دنیا میں گلوبلائزیشن ہو چکی ہے اور پوری دنیا میں مکمل امن ہی کی اس وقت انتہائی ضرورت ہے۔

اسی طرح اپنے خطاب میں جماعت کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے کہا کہ یہ بات میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ کاسمیٹک ردّو بدل کے ذریعہ کیا آپ لوگوں کی سوچ یا عقائد بدل سکتے ہیں۔ کیا آپ یقین رکھتے ہیں کہ اگر آپ مینار نہیں بنانے دیں گے تو آپ کے اس فعل سے انسان میں نفرت کا مادہ کم ہو جائے گا؟ جماعت کے خلیفہ کے ان خیالات کا صوبہ ہیسن کے وزیر نے بھی اپنے خطاب میں دفاع کیا۔

صوبہ ہیسن کے وزیر نے اپنے خطاب میں یقین دلایا کہ وہ اپنے صوبہ میں اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ ہر عقیدہ کے لوگوں کو خدا کا گھر بنانا چاہیں تو ان کو موقع دیا جائے گا کہ وہ خدا کا گھر بنالیں۔ ہاؤزن جو کہ فرینکفرٹ کا ایک حصّہ ہے وہاں پر مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جو اختلاف دیکھنے میں آئیں اس سے یہ خدشہ ابھرتا تھا کہ گذشتہ 50 سالوں میں سوسائٹی کے مختلف طبقات کی اینٹیگریشن میں بعض اہم غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ لیکن اب شہر کے لوگوں کو اس بات کی سمجھ آگئی ہے کہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے کیلئے ٹرانسپیرینسی اور کھلم کھلا گفتگو کی ضرورت ہوگی۔ ہمیں لوگوں کے پاس جانا چاہئے اور یہ بتانا چاہئے کہ انہیں ایک دوسرے سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

صوبہ کے وزیر نے مسلمانوں کو بھی مشورہ دیا کہ ان میں جو روایات موجود ہیں ان کو بھی ان روایات کے بارہ میں غور وخوض کرتے رہنا چاہئے اور دیکھتے رہنا چاہئے کہ یہ روایات ماحول سے مطابقت رکھتی ہیں یا نہیں اور ان کو حالات اور ماحول کے مطابق ڈھال لینے کے بارہ میں سوچتے رہنا چاہئے۔

اس کے دوران انڈین اور پاکستانی کھانے کی تیاری ہو رہی تھی جو کہ مرچ کے لحاظ سے یورپین مہمانوں کے مزاج کے مطابق کی گئی تھی۔ اسی طرح پروگرام کے شروع میں جو تلاوت سورہ 22 کی آیات 40 تا 42 کی گئی تھی ان کا جرمن مہمانوں کیلئے باقاعدہ جرمن ترجمہ کیا گیا تا کہ وہ قرآنی آیات کے مطالب کو اپنی زبان میں سمجھ سکیں۔ اسلامی روایات کے مطابق ہر مہمان قابل احترام ہوتا ہے جس کا اظہار عبد اللہ واگس ہاؤزر، صدر احمدیہ مسلم جماعت جرمنی نے کیا۔ اور یہ بھی بتلایا کہ آج کی تمام ترکوششیں تمام مہمانوں کو اہم سمجھتے ہوئے ترتیب دی گئی ہیں۔

کھانے کے دوران پھر ایک پادری جو کہ ایک مذہبی بورڈ کے صدر ہیں ، فرقہ مورمون کے نمائندہ ، برلن مسجد کے امام اور صوبہ فرینکفرٹ کے ممبر نے مل بیٹھ کر ایک میز پر ایک دوسرے سے خوب گفتگو بھی کی کھانا بھی کھایا اور ہنستے بھی رہے جب تک یہ تقریب اختتام پذیر نہ ہوئی۔

تاہم یہ صاف نظر آرہا تھا کہ اس تقریب میں کسی کو کسی دوسرے سے کسی قسم کا خوف یا ڈر نہیں لگ رہا تھا۔

۞...... اخبار روزنامہ "Frankfurter Neue Press (FNP) (جو فرینکفرٹ شہر اور صوبہ Hessen کا اخبار ہے اور ایک لاکھ پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے) نے اپنی 22/دسمبر 2009ء کی اشاعت میں لکھا اور درج ذیل عنوان لگایا۔

’’مسجد کی جوبلی پر سالگرہ کی نظم پڑھی گئی

ساکن ہاؤزن: ’’نور کا مطلب روشنی ہے اس کو بھولنا مت‘‘ یہ وہ نظم ہے جو 50 سالہ جوبلی تقریب کیلئے لکھی گئی ہے اور نظم میں استعمال ہونے والا نام بھی مسجد کا ہی نام ہے۔

پروگرام: مسجد کے امام ہدایت اللہ ھبش ، اپنی مختصر نظم میں اللہ کے گھر کے بارے میں تفصیل بتا رہے ہیں۔ نظم کی سادگی اور انکساری ایسی روشنی کا اظہار کر رہی ہے جو ھاؤزن کی پہاڑیوں سے مزید آگے کی طرف پھیل رہی ہے۔

مسجد کی نئی اور تازہ تزئین کی وجہ سے اب یہ شہر کے حصّہ میں زیادہ واضح طور پر نظر آنے لگ گئی ہے صوبہ Hessen کی سب سے پرانی مسجد ہے اور جرمنی بھر میں تیسرے نمبر کی پرانی مسجد ہونے کے اعزاز پر پہنچ گئی ہے۔ تقریب کے موقع پر جب بچیوں نے مشرقی طرز گائیکی کے انداز میں مسجد سے متعلق نظم پڑھنی شروع کی تو اس وقت دنیا میں روحانی تبدیلی کی دعویدار احمدیہ جماعت کی سب سے معزز ترین ہستی خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) بھی سامعین میں موجود تھے۔

راٹزکیلر میں ہونے والی اس تقریب کا خاص پہلو یہ تھا کہ کس طرح مختلف تہذیبوں اور مذاہب کے لوگ مل جل کر تقریب مناتے ہیں۔ جماعت کے خلیفہ جب سفید پگڑی پہنے کرسمس کیلئے تیار کردہ پودوں کے سامنے وقار کے ساتھ گزرے جہاں عمدگی سے تحائف سجے ہوئے تھے تو صاف نظر آرہا تھا کہ سب میں ایک دوسرے کیلئے عزت کے جذبات ہیں۔ اس وقت عیسائی کرسمس کے موقع پر روشنیوں کے ذریعہ امن کی جس خواہش کا اظہار کرتے ہیں بالکل ایسے ہی امن کی خواہش کا اظہار اسلام بھی کرتا ہے اور اسی امن کے ماحول کی احمدیہ جماعت بھی داعی ہے۔

فرینکفرٹ اور صوبہ Hessen کے چرچوں اور سیاسی نمائندگان کو اس تقریب کے ذریعہ رواداری کا ایک نیا تجربہ بھی ہوا ہے۔ جب بچیوں نے اپنی نظم ختم کی تو جرمنی کے جماعت احمدیہ کے صدر عبد اللہ واگس ہاؤزر نے بتلایا کہ گو اسلام میں تالی بجا کر داد دینا جائز نہیں ہے لیکن آپ اگر ایسا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

جوبلی تقریبات میں مذہب اور کلچر کے بارہ میں تازہ ترین مسئلہ کے بارہ میں بھی بات کی گئی۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ بات سمجھ سے بالا تر ہے کہ سوئزرلینڈ نے مساجد کے مینار بنانے پر پابندی لگا دی ہے، حالانکہ اگر کوئی امن پھیلانے کے دعویدار ہے تو پھر اس کو دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام کرنا ہوگا۔ انہوں نے قرآن مجید کی سورۃ 22 کے حوالہ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی عبادتگاہوں چاہے وہ عیسائیوں کی ہوں، یہودیوں کی ہوں یا مسلمانوں کی ہوں انسانوں کے ذریعہ ان کی حفاظت کرانا چاہتا ہے۔

صوبہ Hessen کے وزیر ہان نے بھی اپنی تقریر میں سوئٹزرلینڈ میں ہونے والے واقعات پر تشویش کا اظہار کیا۔ لیکن ساتھ ہی فرینکفرٹ اور صوبہ Hessen میں نئی مساجد تعمیر ہونے پر متنبہ کیا کہ اس وقت کی صورتحال کو نظر میں رکھتے ہوئے مسجد کی تعمیر اور نقشہ کے بارہ غور وخوض کرنا ہوگا۔ ’’اس کیلئے ماہر تعمیرات کی ضرورت ہے۔‘‘

۞...... جرمنی کے اخبار روزنامہ Frankfurter Allgemeine Zeitung (جو سارے جرمنی کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں بھی پڑھا جاتا ہے اور اس کی روزانہ اشاعت تین لاکھ 67 ہزار 535 ہے) نے بھی اپنی اشاعت 22/دسمبر 2009ء میں درج ذیل عنوان لگاتے ہوئے لکھا:

’’اسلامی دنیا میں زیادتیوں کی شکار ۔ لیکن فرینکفرٹ میں گھر کا سا ماحول۔

احمدیہ مسلم جماعت کی نور مسجد کو تعمیر ہوئے 50 سال ہوگئے

احمدیہ مسلم جماعت کی بچیوں نے مائیک پر جوبلی قطعات کا آخری مصرعہ گایا اور پھر راٹزکیلر ہال میں خاموشی چھا گئی ۔ اس دوران بچیاں اپنی مخصوص نشستوں پر واپس چلی گئیں۔ سامعین خاموش بیٹھے ہیں۔ بچیوں نے سفید پوشاک زیب تن کر رکھی تھی اور سبز رنگ کے دوپٹے اوڑھ رکھے تھے۔ یہی نور مسجد کا بھی رنگ ہے جو کہ ساکسن ہاؤزن فرینکفرٹ کے علاقہ میں 50 سال قبل تعمیر ہوئی تھی۔ اسی مسجد کی تعمیر پر 50 سال مکمل ہونے پر یہ تقریب رکھی گئی تھی جس کیلئے احمدیہ مسلم جماعت نے ہفتہ کے روز روئمر کے علاقہ میں معززین کو شمولیت کی دعوت دی تھی۔ اسٹیج پر بیٹھے احمدیہ مسلم جماعت جرمنی کے صدر عبد اللہ واگس ہاؤزر وضاحت کرتے ہیں کہ اسلام میں تالیاں بجا کر واد دینا روائت نہیں ہے لیکن اگر مہمان تالیاں بجا کر واد دینا چاہیں تو ایسا ضرور کر سکتے ہیں۔ اس پر غیر مسلم مہمانوں کی بڑی تعداد تالیاں بجا کر داد دیتی ہے۔ جس میں صوبہ ہیسن میں FDP کے وزیر انٹیگریشن اور قانون مکرم ہان بھی موجود ہیں۔ اور وہ تقریب کے خاص مہمان بھی ہیں جو سب سے پہلے خطاب کرتے ہیں۔ ان کے خطاب کے مندرجات کے مطابق آج سے 50 سال قبل مساجد بنا لینا آسان تھا۔ انکا یہ بیان حال ہی میں سوئٹزرلینڈ میں میناروں کے خلاف ہونے والے ریفرینڈم کے پس نظر میں ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے عوام کی اکثریت نے ریفرینڈم کے ذریعہ مساجد کے میناروں کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ مذہبی معاملات میں الجھنا نہیں چاہتے تاہم سوئٹزرلینڈ کی صورتحال پر انہیں بھی سخت تشویش ہے۔ اور ان کے مطابق اب جرمنی میں بھی نئی مساجد بنانے کیلئے بہت زیادہ بحث ومباحثہ ہو رہا ہے۔ عبد اللہ واگس ہاؤزر جو کہ احمدیہ مسلم جماعت جرمنی کے صدر ہیں ان کے مطابق نور مسجد ہمیشہ سے ایک ایسی جگہ رہی ہے جہاں مختلف مذاہب اور تنظیموں کے لوگ ملتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کا ماٹو محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں جس برداشت اور دسعت قلبی کے ساتھ یہاں سے پورا ہو رہا ہے دیگر اسلامی ممالک میں ایسا نہیں ہے۔

بلکہ پاکستان میں تو جماعت زیادتیوں اور ظلم کا شکار ہے۔ دیگر مذہبی طبقات کی طرف سے احمدیہ جماعت پر زیادتیوں کی بنیادی وجہ جماعت احمدیہ کا وہ عقیدہ ہے جس کی رو سے جماعت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ قرآن مجید اور آنحضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کے مطابق جس مسیحا کا انتظار تھا وہ جماعت کے بانی کی شکل میں ظاہر ہو چکا ہے۔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کو آج تک مساجد بنانے کی اجازت نہیں ہے نمازیں پڑھنے پر پابندی ہے اور خوش آمدید کلمات جیسے السلام علیکم وغیرہ کہنے پر بھی سزا دے دی جاتی ہے۔ ان زیادتیوں کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے افراد بیرونی ممالک کی طرف ہجرت کر گئے ہیں جن میں سے بہت سارے جرمنی بھی آ گئے۔ یہاں انہوں نے 1957ء میں ہمبرگ میں اپنی پہلی مسجد بنائی اور دو سال بعد فرینکفرٹ میں نور مسجد کی تعمیر ہوئی۔ جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد آجکل لندن میں پناہ گزین ہیں۔ تقریب کے موقع پر اخباری نمائندہ سے بات کرتے ہوئے انہوں نے جرمنوں کا شکریہ ادا کیا کہ اس قوم نے احمدی افراد کو کھلے دل اور ذہن کے ساتھ خوش آمدید کیا ہے۔

احمدی احباب کیلئے یہ بہت ہی بابرکت اور سعادت والی گھڑی ہے کہ ان کے خلیفہ ان میں موجود ہیں۔ عطیہ ھبش احمد کے مطابق ایسا ہی ہے کہ جیسے کیتھولک عیسائیوں میں ان کے پوپ موجود ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اس ہال کی تقریب میں اپنے خلیفہ کو صرف دور سے ہی دیکھ سکتی ہے کیونکہ اسلامی روایات کے مطابق خواتین کو مردوں سے علیحدہ کر کے بٹھایا گیا ہے۔ ہال کے پچھلے حصّہ میں ایک پردہ لٹکا کر خواتین کے بیٹھنے کیلئے علیحدہ سے جگہ بنائی گئی ہے تاہم پردہ کے پیچھے سے خواتین تقریر کرنے والے کو دیکھ سکتی ہیں۔ کھانے کے دوران خواتین کا حصّہ پردہ سے بالکل علیحدہ کر دیا گیا اور ان کو علیحدہ سے کھانے کا انتظام کیا گیا تاکہ وہ اپنے ماحول میں آزادی سے کھانا کھا سکیں۔ خواتین کو اس طریق سے علیحدہ کرنے اور رکھنے پر سب مہمانوں نے اچھے تاثر کا اظہار نہیں کیا۔ صوبہ کے وزیر نے اپنی تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا کہ ہال میں مردوں اور خواتین کی علیحدگی کی روایات کو زیر غور لایا جائے اور اگر ممکن ہو تو ایسی روایات کو جو صورتحال موجود ہو اسکے مطابق ڈھالنے کے بارہ میں سوچا جائے۔

تاہم احمدی خاتون ھبش احمد اس علیحدگی کو بالکل دوسری نظر سے دیکھتی ہے۔ اس کے مطابق ایسی چیزوں کو ختم کرنا چاہئے جو کہ بے مقصد ہوں۔ جب کہ مردوں اور عورتوں کی اس علیحدگی کا ایک بڑا مقصد ہے۔ مثال دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جب تک جرمن کلچر میں تعمیراتی کام کرنے والے راہ چلی خواتین پر سیٹیاں بجا دیتے ہیں اس وقت تک اس بارہ بحث کرنے کا فائدہ نہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ مردوں اور خواتین کی علیحدگی کو اتنا ہی اہم سمجھتی ہیں جتنا سر ڈھانکنے کو۔ انکے مطابق یہ علیحدگی خواتین کو عزت کا مقام دینے کیلئے کی جاتی ہے نہ کہ جنسی تفریق پر ان کو کمتر ثابت کرنے کیلئے۔

تمام ترحقیقوں، مختلف تنظیموں اور مذاہب سے تعلق رکھنے کے باوجود آج کے دن سب کے اکٹھے ہو کر بیٹھنے کا وقت ہے۔ میری لائبریری میں ایک قرآن مجید موجود ہے جو کہ بائبل اور ھومر کے ساتھ پر امن طریق سے پڑا ہوا ہے، SPD کے صوبائی ممبر اسمبلی مکرم میرز یہ تبصرہ کرتے ہیں۔ آج جاتے ہوئے وہ ایک اور قرآن مجید اپنی لائبریری میں رکھ سکتے ہیں جو کہ سب مہمانوں کو جاتے ہوئے دیا گیا۔

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ملّی خدمات

تحریک خلافت کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کی راہنمائی

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد۔ ربوہ)

(چوتھی اور آخری قسط)

اس کے علاوہ حضور نے یہ تجویز سامنے رکھی کہ ایک عالمگیر لجنہ اسلامی قائم ہونی چاہئے جو اس امر کا جائزہ لے کہ ان علاقوں میں جنہیں عیسائی حکومتوں کے حوالے کیا گیا ہے کہیں مسلمانوں پر مذہبی جبر تو نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ یورپین اور یونانیوں کا اسلام کے خلاف تعصب اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ تنظیم ان حالات پر نظر رکھے۔ اس طرح ان قوموں کو یہ احساس بھی رہے گا کہ ان کی حرکات پر نظر رکھی ہوئی ہیاور ان کی اطلاع پوری دنیا کو ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ بجائے اپنے جوش کو ادھر اُدھر ضائع کرنے کے اسے ایک منظّم شکل میں ڈھال کر کارآمد بنایا جائے۔

بہر حال الہ آباد میں جلسہ شروع ہوا اور اس مسئلہ پر غور کر کے سفارشات مرتب کی گئیں۔ یہ سفارشات حضرت مصلح موعودؓ کے دیئے گئے مشوروں کے بالکل الٹ تھیں۔ اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ وائسرائے کو الٹی میٹم دیا جائے کہ وہ خلافت کے مسئلہ کو جو ایک مذہبی مسئلہ ہے طے کرا دیں ورنہ ہم ترکِ موالات یعنی حکومت سے عدم تعاون پر مجبور ہوں گے۔ تحریکِ خلافت کا وفد جون 1920ء کے آخر میں وائسرائے سے ملا اور انہیں یہ بتایا کہ یا تو آپ حکومت پر دباؤ ڈال کر صلح کے معاہدے کے بارے میں ہمارے مطالبات منظور کرائیں یا پھر ہم مجبور ہوں گے کہ یکم اگست سے ترکِ موالات کی تحریک جاری کر دیں۔ گاندھی جی نے بھی وائسرائے کو تحریک خلافت کے مطالبات کے حق میں خط لکھا۔

(تحریکِ خلافت مصنفہ قاضی محمد عدیل عباسی ،،ناشر قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان ،نئی دہلی صفحہ156)

یکم اگست کا دن آیا تو ترکِ موالات کی تحریک کا آغاز گاندھی جی نے اپنے ان تمغوں کو واپس کر کے کیا جو انگریز حکومت نے انہیں جنگ میں خدمات پر دیئے تھے۔ 10/اگست کا دن آیا تو معاہدہ کے مسودے پر دستخط ہوئے اور سلطانِ ترکی کے نمائندے توفیق پاشا نے بھی دستخط کر دیئے اور اس وقت مسلمانوں میں جو تبدیلی ہوئی اس کے متعلق قاضی محمد عدیل عباسی اپنی کتاب ''تحریکِ خلافت'' کے صفحہ 157 پر لکھتے ہیں:

''ادھر مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ ان میں بالکل کایا پلٹ ہو رہی تھی۔ انہوں نے کھدر پہنا اور گاندھی ٹوپی اختیار کرنا کثرت سے شروع کر دیا تھا۔ لمبے کرتوں اور گھٹنے پاجاموں کا رواج کالج کے طالب علموں میں بھی دیکھا جا رہا تھا اور ایک اندھے جوش میں جولائی اور اگست میں تقریباً اٹھارہ ہزار آدمی ہندوستان سے ہجرت کر گئے۔ ہجرت کا فتویٰ صحیح تھا یا غلط اسے علماء جانیں۔ لیکن اس سے مسلمانوں کے گہرے جذبات کا اندازہ ہوتا ہے۔''

پھر اسی کتاب کے صفحہ 159 پر لکھتے ہیں:

''رفتہ رفتہ سکولوں اور کالجوں سے لڑکے نکلنے لگے، کچہریوں سے وکلاء نے علیحدگی اختیار کرنا شروع کر دی، خطابات واپس ہونے لگے اور لوگ نوکریوں سے استعفیٰ دینے لگے۔''

واضح رہے کہ یہ ہجرت کرنے والے، کالج سکول چھوڑنے والے، نوکریاں ترک کرنے والے تقریباً سب کے سب مسلمان تھے اور دوسرے لوگ بڑی تیزی سے ان کی جگہ لے رہے تھے۔ کس کا فائدہ اور کس کا نقصان تھا، یہ بالکل ظاہر ہے۔

اس ماحول میں مسلمان سیاستدانوں میں سے ایک آواز تھی جو ترکِ موالات اور عدم تعاون کی تحریک کے خلاف اُٹھ رہی تھی اور اس وقت کے قابلِ ذکر مسلمان سیاستدانوں میں سے یہ ایک ہی آواز تھی جو اس طرز کے خلاف بلند ہو رہی تھی اور اس آواز کو ہر طرف سے اپنے اور غیر حملوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ یہ آواز قائد اعظم محمد علی جناح کی آواز تھی۔

6/ سے 9/ستمبر 1920ء کو کلکتہ میں کانگرس کا خصوصی اجلاس ہوا اور اس میں بھی ترکِ موالات کی تحریک کی منظوری دی گئی اور یہ طے کیا گیا کہ بچوں کو سرکاری یا سرکار کے امداد یافتہ سکولوں سے نکال لیا جائے اور آزاد تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں، فوج اور دیگر سٹاف عراق جا کر کام کرنے سے انکار کر دیں۔ تمام ممبر کونسلوں سے استعفیٰ دے دیں۔ غیر ملکی کپڑوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ترکی کے بارے میں فیصلہ بدلنا صرف برطانیہ کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ اگر ہندوستان کے مسلمان بچے سکول نہیں جائیں گے، یا مسلمان فوجی عراق نہیں جائیں گے یا وہ باہر کا بنا ہوا کپڑا انہیں پہنیں گے یا کونسل میں نہیں بیٹھیں گے تو کیا امریکہ، فرانس اور اٹلی اپنے عزائم سے دستبردار ہو جائیں گے؟ ظاہر ہے ایسا ہرگز نہیں ہونا تھا۔

قاضی محمد عدیل عباسی صاحب اپنی کتاب تحریک خلافت کے صفحہ 163 پر لکھتے ہیں:

''کانگرس اور خلافت کانفرنس کے اجلاس میں ترکِ موالات کی تجویز جوش وخروش کے ساتھ منظور ہوئی۔ البتہ کانگرس کے اجلاس میں مسٹر محمد علی جناح نے تنہا اس کی مخالفت میں آواز بلند کی......

''آخر اگست میں گاندھی جی کی راہنمائی میں گجرات پولیٹیکل کانفرنس صرف مسئلہ خلافت پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئی۔ اس میں عدم تعاون کی مخالفت ہوئی لیکن عدم تعاون کی قرارداد 1855 آراء کی موافقت اور 823 کی مخالفت سے پاس ہوگئی۔ تمام مسلمانوں نے بالاتفاق موافقت میں ووٹ دیئے بجز محمد علی جناح کے جنہوں نے مخالفت بھی کی اور ووٹ بھی مخالفت میں دیا۔''

ستمبر 1920 میں پانچ سو علماء نے بھی باقاعدہ ترکِ موالات کے حق میں فتویٰ دے دیا۔

اس پس منظر میں دسمبر 1920ء کے آخری دنوں میں ناگپور میں مسلم لیگ اور کانگرس کے اجلاسات ہوئے۔ گاندھی جی نے تحریک پیش کی کہ ہندوستان کے لوگ پر امن اور جائز طریقوں سے سوراج (یعنی مکمل خودمختاری) حاصل کریں گے۔ قائدِ اعظم نے متنبہ کیا کہ آزادی کے لئے تیاری کئے بغیر ایسا کرنا خطرناک ہوگا کہ برطانیہ سے تمام تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔ جب گاندھی جی کی قرارداد پیش ہوئی تو ہر طرف سے داد وتحسین کا شور بلند ہوا۔ اس موقع پر قائداعظم محمد علی جناح کا ردّ عمل کیا تھا اس کے متعلق Stanley Wolpert اپنی کتاب Jinnah of Pakistan میں لکھتے ہیں:

"Mr. Jinnah with the usual smile on his face mounted the platform with the ease suggestive of self confidence and the conviction of the man, and opposed in arguementative ,lucid and clear style, the change of creed,' reported the Times of India. He was howled down with the cries of 'shame shame' and political imposter. He referred to" Mr.Gandhi's resolution" but the irate audience yelled "No Mahatima Gandhi" He repeated 'Mister' then finally abandoned any preface,seeking a way to inject some air of logical reasoning into an atmosphere charged with passionate emotion. "At the moment the destiny of the country is in the hand of two men "Jinnah argued" and one of them is Gandhi. Therefore standing on this platform knowing as I do that he commands the majority in this assembly, I appeal to him to pause, to cry halt, before it is too late."

ترجمہ: ٹائمز آف انڈیا نے لکھا کہ مسٹر جناح اپنی معمول کی مسکراہٹِ خود اعتمادی اور یقین کے ساتھ سٹیج پر آئے اور مدلل، صاف اور واضح انداز میں اس قرارداد کی مخالفت کی۔ ان کی آواز شرم شرم کے شور میں ڈوب گئی۔ انہوں نے مسٹر گاندھی کی قرارداد کا حوالہ دیا۔ لیکن غضبناک ہجوم چلایا 'نہیں مہاتما گاندھی'۔ انہوں نے دوبارہ مسٹر کے لفظ دہرائے اور پھر کسی لفظ کا استعمال ترک کر دیا۔ انہوں نے جذبات سے معمور اس ماحول میں دلائل کی بات کرنے کی کوشش کی۔ جناح نے کہا کہ اس وقت ملک کی قسمت دو آدمیوں کے ہاتھ میں ہے اور ان میں سے ایک گاندھی ہیں۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ اس مجمع میں ان کے پاس اکثریت ہے میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ٹھہر جائیں اور رکنے کا کہیں بیشتر اس کے کہ بہت دیر ہو جائے۔''

(Jinnah of Pakistan, by Stanley Wolpert, Oxford University press K arachi 2006, P71-72)

یہی مصنف لکھتے ہیں کہ اس وقت قائدِ اعظم پر ہر طرف سے تنقید ہو رہی تھی اور یہ تحریک چلانے والے جہاں

جاتے قائدِاعظم محمد علی جناح پر تنقید کرتے، انہیں غدار اور حکومت کا نمائندہ کہا جاتا۔ ایک طویل عرصہ قائدِاعظم نے عملی سیاست سے تقریباً علیحدگی اختیار کر لی۔ اب یہ واضح ہو چکا تھا کہ اس رو کے خلاف جو آواز اُٹھائے گا اور قوم کو صحیح سمت کی طرف لے جانے کی کوشش کرے گا، اسے سب سے زیادہ اپنوں کے ہاتھ سے چلے ہوئے تیروں کا نشانہ بننا پڑے گا۔ اس پس منظر میں صحیح سمت میں قوم کی راہنمائی کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

لیکن حضرت مصلح موعود نے فیصلہ فرمایا کہ وہ اپنی آواز قوم کے کانوں تک ایک بار پھر پہنچائیں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ نقصان اُٹھانے سے بچ جائیں۔ چنانچہ دسمبر 1920ء میں ہی حضور نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام تھا ''ترکِ موالات اور احکامِ اسلام''۔ اس کے آغاز میں ایک 'التماسِ ضروری' تحریر فرمایا اور اس میں حضور نے تحریر فرمایا کہ میں نے محض ہمدردی کی وجہ سے یہ رسالہ تحریر کیا ہے اور اس کو پڑھنے والے اس کو اپنے دوستوں اور واقفوں تک پہنچائیں۔ مسلمان پہلے ہی بہت صدمہ خوردہ ہیں اور ہمیں چاہئے کہ اس خطرناک رَو کو روکنے کے لئے سعی کریں جو مزید بدنامی کا باعث بن رہی ہے۔ لوگ بے شک ترکِ موالات کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو بزدل کہیں گے لیکن وہ شخص بہادر نہیں ہوتا جو بزدل کہلانے سے ڈر جاتا ہے۔

پھر اس رسالہ کے آغاز میں حضور نے تحریر فرمایا کہ یقیناً ترکوں سے غیر منصفانہ سلوک کیا گیا اور ان سے وہ سلوک نہیں کیا گیا جو دوسرے عیسائی مفتوح ممالک سے کیا گیا ہے۔ اور اتحادیوں نے وہ وعدے پورے نہیں کئے جو جنگ سے قبل بظاہر نظر آتے تھے۔ اسی طرح امرتسر میں جنرل ڈائر کا جلسہ کرنے والوں پر فائر کھول دینا ایک ظالمانہ اور وحشیانہ فعل تھا۔

حضور نے بعض لوگوں کی اس بات کی تردید فرمائی کہ اب صبر کر کے بیٹھ جانا چاہئے کیونکہ اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ اور فرمایا اس فیصلہ کو بدلنا ناممکنات میں سے نہیں ہے۔ یہ اصولی بات بیان کرنے کے بعد حضور نے ترکِ موالات یا حکومت سے عدم تعاون اور ہجرت کی تجاویز کا تجزیہ بیان فرمایا۔ ہجرت کے متعلق حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ میں نے پہلے یہ لکھا تھا کہ شرعاً یہ موقع ہجرت کا نہیں ہے اور اگر ہجرت کی بھی گئی تو چونکہ اس کا سامان آپ کے پاس نہیں ہے اس کا نقصان پہنچے گا اور دشمن کو ہنسی کا موقع ملے گا۔ پھر افغانستان میں گنجائش بھی نہیں ہو گی۔ اور آخر یہی ہوا۔ افغانستان جانے والے ہزاروں واپس آگئے اور ہزاروں مر گئے اور جو وہاں ہیں وہ بری حالت میں ہیں اور گذارہ کے لئے یہاں سے روپیہ طلب کر رہے ہیں۔

حضور نے تحریر فرمایا دوسری تجویز ترکِ موالات کی بتائی جا رہی ہے اور یہ بھی ناقابلِ عمل ہے۔ اور چونکہ اب اس مسئلہ نے بہت اہمیت حاصل کر لی ہے اس لئے میں دوبارہ اس کے متعلق اپنی تحقیق بیان کر رہا ہوں۔ حضور نے ترکِ موالات کے حامیوں کی طرف سے دیئے جانے والے دلائل کا پوری طرح رد تحریر فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ تحریک چلانے والے اسے ایک مذہبی فرض کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور اس کے باوجود بعض چیزوں میں حکومت کا بائیکاٹ کیا جا رہا ہے اور بعض چیزوں میں نہیں کیا جا رہا۔ حضور نے اس تجزیہ کے بعد تحریر فرمایا:

''کیا ترکِ موالات کے حامیوں کے پاس ان سب سوالوں کا ایک ہی جواب نہیں کہ مسٹر گاندھی نے چونکہ ایسا کہا ہے اس لئے ہم اس طرح کرتے ہیں؟ مگر میں کہتا ہوں ہم یہ نہیں کہتے کہ اس طرح نہ کرو جس طرح مسٹر گاندھی کہتے ہیں۔ اگر کسی کے خیال میں مسٹر گاندھی کا پروگرام مفید اور قابلِ عمل معلوم ہوتا ہے تو وہ بے شک اس پر عمل کرے۔ مگر مسٹر گاندھی کے قول کو قرآنِ کریم کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ شریعت اس کا نام کیوں رکھا جاتا ہے؟''

جیسا کہ پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اس تحریک کا ایک تضاد یہ تھا کہ وہ ایک طرف تو ترکی کی خلافت کو حق پر سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کے لئے انگریز حکومت کا بائیکاٹ کر رہے تھے اور دوسری طرف ترکی کے سلطان خود انگریز حکومت سے ہر طرح کا تعاون کر رہے تھے۔ چنانچہ حضور نے تحریر فرمایا:

''......لیکن جبکہ وہ سلطان المعظم کی خلافت کے متعلق اتنا زور دے رہے ہیں کیا کبھی انہوں نے اس امر پر بھی غور کیا ہے کہ خود سلطان المعظم نے کبھی بھی ترکِ موالات کے لئے مسلمانوں کو دعوت نہیں دی بلکہ وہ خود اتحادیوں سے صلح کرنے کے لئے تیار ہو گئے بلکہ انہوں نے صلح کر لی۔ اس صورت میں دوسرے مسلمانوں کو خصوصاً ان کو جو سلطان المعظم کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں یہ حق کس طرح پہنچتا ہے کہ وہ ان کے منشاء بلکہ ان کے عمل کے خلاف کام کریں۔''

اس تحریک کو چلانے والے مسلسل یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ ہماری تحریک پر امن تحریک ہے اور ہم گاندھی جی کے عدم تشدد کے اصول اہنسا پر کاربند ہو کر اس کو چلائیں گے۔ اور اس بات پر بار بار زور دیا جاتا تھا۔ لیکن حضور کی فراست نے اسی وقت یہ دیکھ لیا تھا کہ اس کا انجام تشدد پر ہو گا۔ چنانچہ اس رسالہ میں حضور نے تحریر فرمایا:

''شاید اس جگہ یہ کہا جائے کہ ہم تو فساد نہیں کرتے لیکن یہ بات درست نہیں ترکِ موالات کا آخری نتیجہ ضرور فساد ہے......اور ابھی تو ابتداء ہے یہ فساد روز بروز اور ترقی کرے گا اور اگر اس تحریک کو ترک نہ کر دیا گیا تو مسلمانوں کی رہی سہی طاقت کو بھی خاک میں ملا دے گا۔ یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ عوام الناس کو کہا جائے کہ گورنمنٹ اب اس حد تک گر گئی ہے کہ اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں اور پھر وہ فساد سے باز رہیں۔ جب لوگوں کو یہ کہا جائے گا تو وہ گورنمنٹ سے وحشیوں والا سلوک کریں گے۔ ایک ملک اور ایک جگہ رہ کر اور روز مرہ کے تعلقات کی موجودگی میں سوائے خاص حالات کے ایسی تحریک کبھی امن کے ساتھ نہیں کی جاسکتی۔''

جیسا کہ ہم بعد میں جائزہ لیں گے کہ حضور کا تجزیہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور اس تحریک نے ایک خطرناک فساد کی طرف موڑ لیا اور یہ امر اس تحریک کے خاتمہ کا ایک باعث بھی بنا۔

گو کہ گاندھی جی ایک ماہر سیاستدان تھے لیکن اگر اس مسئلہ کو ایک مذہبی مسئلہ کے طور پر پیش کیا جا رہا تھا تو پھر ایک مذہبی معاملہ میں گاندھی جی کی قیادت قبول کرنا ناقابلِ فہم تھا اور اس کے کیا خطرناک نتائج ہو سکتے تھے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اس اہم امر کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے حضور نے تحریر فرمایا:

''کیا تم کو نظر نہیں آتا کہ تم اس صحیح راستہ کو ترک کر کے کہاں کہاں دھکے کھاتے پھرتے ہو؟ اول تو تمام علماء و فضلاء کو چھوڑ کر ایک غیر مسلم کو تم نے لیڈر بنایا ہے......مسٹر گاندھی بے شک ایک سنجیدہ اور محنتی سیاسی لیڈر ہیں لیکن ان کو اس امر میں راہنما بنانا جس پر تم اسلام کی زندگی اور موت کا انحصار سمجھتے ہو اور جسے تم اہم ترین مذہبی فرائض میں سے خیال کرتے ہو قابل افسوس اور حیرت نہیں تو اور کیا ہے؟''

تحریک کا نقطۂ آغاز اور خد وخال اور حضرت مصلح موعودؓ کے فرمودات درج کرنے کے بعد ہم مختصراً بیان کرتے ہیں کہ اس تحریک کا انجام اور حاصل کیا ہوا۔ یہ تحریک چلائی گئی اور بڑے زور سے چلائی گئی۔ بہت سی مسلمان آبادی نے اس سے اجتناب کیا اور بہت سے مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔ جلسے جلوس ہوئے۔ ترکِ موالات شروع ہوئی۔ لڑکوں نے سکول اور کالجوں کو خیر باد کہا۔ ان میں سے بھاری اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ بعض نے نوکریوں کو خیر باد کہا۔ ان میں سے بھی بھاری اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا اور چلتا گیا۔ نظمیں لکھی گئیں اور گائی گئیں۔ افغانستان ہجرت کرنے والوں کے المناک انجام کا جائزہ ہم لے چکے ہیں۔ گاندھی جی نے اس تحریک کی راہنمائی جاری رکھی حتیٰ کہ جب کلکتہ کے ایک سرکاری مدد یافتہ عربی اور مذہبی مدرسہ سے طلباء کو نکال کر کلکتہ کی جامع مسجد میں مدرسہ کھولا گیا اس کا افتتاح گاندھی جی نے کیا اور طلباء کو یہ نصیحت کی کہ اس وقت اسلام خطرے میں ہے۔ خلافت تباہ کر دی گئی ہے۔ مقاماتِ مقدسہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس لئے آپ نے جو قدم آگے بڑھایا ہے اس کو پیچھے نہ ہٹنے دیں۔ اس عربی مدرسہ کے اساتذہ کو نصیحت کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا کہ طلباء کو وہ دینی تعلیم دیں جو مسلمانوں کو سچا مسلمان اور ہندوستانی بنا دے۔

(تحریکِ خلافت مصنفہ قاضی محمد عدیل عباسی ،،ناشر قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان ،نئی دہلی صفحہ177-178)

ستمبر 1921ء کراچی میں خلافت کانفرنس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ اب فوجی ملازمت حرام ہے۔

(تحریکِ خلافت مصنفہ قاضی محمد عدیل عباسی ،،ناشر قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان ،نئی دہلی صفحہ183)

بیچ میں یہ سکیم بھی پیش کی گئی کہ افغانستان کی فوج اور قبائل ہندوستان پر حملہ کر کے اسے آزاد کرائیں۔ اس تجویز کو پیش کرنے والے مولوی محمود حسن دیوبند تھے۔ اب یہ بھی ایک عجیب تجویز تھی۔ افغانستان کے امیر امان اللہ اور ان کے ہم وطن اس بات پر تو آمادہ نہیں تھے کہ ہزاروں ترکِ وطن کرنے والوں کی کماحقہ مہمان نوازی کر سکیں۔ اور ان ترکِ وطن کرنے والوں کو وہاں پر طرح طرح کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن وہ سلطنتِ برطانیہ سے ٹکر لے کر ہندوستان کو آزاد کرا دیں گے؟ بہر حال ہندو راہنما اس تجویز پر بھڑک اُٹھے اور انہوں نے کہا کہ یہ سوراج نہیں بلکہ افغان راج قائم کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ مسلمان راہنماؤں کو بیان شائع کرنا پڑا کہ ہم تو عدم تشدد کے قائل ہیں اور اس قسم کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔

(تحریکِ خلافت مصنفہ قاضی محمد عدیل عباسی ،،ناشر قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان ،نئی دہلی صفحہ186-190)

لیکن کیا ترکِ موالات کی تحریک کامیاب تھی؟

بیشک ہزاروں لوگ اس میں شرکت کر رہے تھے اور حکومت کے لئے دردِ سر بھی بنے ہوئے تھے لیکن مجموعی اثر کیا تھا۔ اس کے بارے میں قائدِاعظم محمد علی جناح کی سوانح حیات میں Stanley Wolpert لکھتے ہیں کہ ستیہ گرہ بائیکاٹ کی مہم اتنی کامیاب نہیں رہی جتنا گاندھی جی کا خیال تھا۔ بعض وکلاء نے پریکٹس ترک کر دی تھی لیکن برطانوی عدالتیں پہلے ہی کی طرح مصروف تھیں۔ سکول اور کالج کام کر رہے تھے۔ ٹرینیں اپنے وقت پر چل رہی تھیں۔ جیلیں بھر گئی تھیں لیکن پولیس نے کام نہیں چھوڑا تھا۔ اور فوج مکمل طور پر برطانوی راج سے وفادار رہی تھی۔

(Jinnah of Pakistan ,by Stanley Wolpert,Oxford University press Karachi 2006,P74)

یہ خیال کہ اس مہم سے حکومت مفلوج ہو جائے گی بالکل غلط ثابت ہو رہا تھا۔ اور جو بات حضور نے فرمائی تھی کہ ترکِ موالات کی تحریک غلط بھی ہے اور ناقابلِ عمل بھی ہے حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہی تھی۔

لیکن اس تحریک کو ایک نیا رنگ دینے کے لئے گاندھی جی نے بردولی کے مقام پر مکمل سول نافرمانی شروع کرنے کا اعلان کیا اور کہا کہ وہ خود اس تحریک کی قیادت کریں گے۔ عدم تشدد کا عہد سب باشندگانِ بردولی سے لیا گیا۔ اور اعلان کیا گیا کہ یہ سول نافرمانی اتنی مکمل ہو گی کہ اگر حکومت کہے گی کہ دائیں مڑ جاؤ تو سب بائیں مڑ جائیں گے۔ گاندھی خود اس کی قیادت کرنے کے لئے بردولی پہنچ گئے۔ لیکن فروری 1922ء میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے اس تحریک کو نیم مردہ کر دیا۔

جیسا کہ ہم پہلے یہ لکھ چکے ہیں کہ تحریک چلانے والوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ تحریک مکمل طور پر تشدد سے پاک رہے گی لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے پہلے ہی متنبہ فرمایا تھا کہ اس کی طرز ہی ایسی ہے کہ اس کا انجام فساد پر ہوگا اور یہ تشدد سے پاک نہیں رہ سکے گی۔ چنانچہ فروری 1922ء میں چورا چوری کے مقام پر ایسا واقعہ ہوا جس نے یہ ثابت کر دیا کہ حضور نے بالکل درست راہنمائی فرمائی تھی۔ چورا چوری مقام پر اس تحریک کا ایک جلوس نکلا اور ختم ہو گیا لیکن واپس جانے والوں کا پولیس سے جھگڑا ہو گیا۔ پولیس نے فائرنگ شروع کی اور تین مظاہرین مارے گئے۔ پولیس والوں کو تھانے میں پناہ لینی پڑی۔ مجمع نے تھانے کو آگ لگا دی۔ جب پولیس والے باہر نکلے تو ہجوم نے 22 پولیس والوں کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اس پر مزید ظلم یہ کہ ان کی لاشوں کے ٹکڑوں کو آگ میں پھینکا۔ گاندھی جی نے اس پر تحریک روک دینے کا اعلان کیا اور کہا کہ ابھی تک قوم میں عدم تشدد پیدا نہیں ہوا اس لئے اس تحریک کو ختم کیا جاتا ہے۔ اب وہ وقت آ رہا تھا کہ ہندو عوام بھی اس تحریک میں بھرپور حصہ لیں لیکن اس مرحلہ پر یہ تحریک ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ ہر طرف سے احتجاج کے خط لکھے گئے لیکن گاندھی جی نے اس فیصلہ کو بدلنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ خدا نے مجھے چورا چوری کے ذریعہ متنبہ کیا ہے۔ یہ وہ دن تھا جب اس تحریک کی گویا کمر ٹوٹ گئی۔ اور پھر گاندھی جی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور ان کی گرفتاری کے بعد کانگرس نے ایک کمیشن قائم کیا کہ سول نافرمانی یا ترکِ موالات کی تحریک کے قابلِ عمل ہونے کا جائزہ لے۔ اس کمیشن نے بھی یہی فیصلہ دیا کہ یہ تحریک اس وقت ناقابلِ عمل ہے۔ حضور نے فرمایا تھا کہ یہ تحریک ناقابلِ عمل ہے۔ اور بہت سا نقصان اُٹھا کر یہی بات صحیح ثابت ہو رہی تھی۔

اب دوسری طرف جب ترکی میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ سلطان ترکی وحید الدین نے معاہدہ سیورے پر دستخط کر دیئے ہیں تو وہ ان کے خلاف بھڑک اُٹھے اور ان کی راہنمائی میں بغاوت کھڑی کر دی۔ پہلے پہلے مصطفیٰ کمال پاشا کی فوج نے قابض اتحادی افواج کو شکست پر شکست دینی شروع کی اور سلطانِ ترکی کی بچی کھچی فوج کو بھی ختم کیا۔ اور اتحادی ابھی اس پوزیشن میں تھے کہ مزید فوج ترکی بھجوا سکیں۔ لیکن پھر یونان نے کچھ علاقوں کے عوض مقابلہ شروع کیا اور مصطفیٰ کمال پاشا کی افواج کو زبردست نقصان پہنچا۔ لیکن پھر پانسا پلٹا اور ان افواج کو کامیابیاں ملنی شروع ہوئیں۔ اتحادیوں نے بھی یونان کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اب مصطفیٰ کمال پاشا کی فوج کو ایک کے بعد دوسری کامیابی مل رہی تھی۔ جب ان کا اعتماد بڑھا تو نومبر 1922ء میں مصطفیٰ کمال پاشا نے خلافت عثمانیہ کو بے اختیار کر دیا اور

سلطنت کو خلافت سے علیحدہ کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ سلطان وحیدالدین کو برطرف کر دیا گیا اور انہوں نے انگریز کمانڈر سے مدد کی درخواست کی اور انگریز فوج نے انہیں محل سے نکال کر ایک بحری جہاز میں پہنچایا، جس پر پہنچ کر وہ ہمیشہ کے لئے ترکی سے روانہ ہو گئے۔ انہوں نے زندگی کے آخری ایام اٹلی میں گذارے۔

یہاں پر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ جن لوگوں کے نزدیک سلطان وحیدالدین واجب الاطاعت خلیفہ تھے انہیں چاہئے تھا کہ اس مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیتے اور ان کی حمایت کے لئے میدان میں آتے۔ مگر ہوا کیا؟ ان میں سے کوئی غریب الوطنی کی حالت میں انہیں ملنے تک نہیں گیا اور انہیں اٹلی میں بے یارو مددگار چھوڑ دیا گیا۔ ان کے قریبی رشتہ دار عبدالمجید کو نیا خلیفہ چنا گیا مگر بغیر اختیار کے۔

اب تحریک خلافت والے کیا کر رہے تھے۔ بجائے سابق سلطان وحیدالدین جنہیں کل تک وہ خلیفہ کہہ رہے تھے انہیں بچانے کے انہوں نے انہی پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا دسمبر 1922ء میں گیا میں جو خلافت کانفرنس کا اجلاس ہوا اس میں سلطان وحیدالدین پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے ذاتی مفادات پر اپنے مذہبی اور ملکی مفادات کو قربان کر دیا تھا۔ اور یہ قرارداد منظور کی گئی کہ نئے خلیفہ کا انتخاب عین اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہوا ہے۔ اور مصطفیٰ کمال پاشا جنہوں نے سابق خلیفہ کو معزول کیا تھا انہیں تحریک خلافت والوں نے مجاہدِ خلافت کا لقب دیا۔ اور گیا میں جمیعۃ العلماء اسلام کا اجلاس ہوا اور اس میں اعلان کیا گیا کہ خلیفہ منتخب بھی ہوسکتا ہے، مقرر بھی ہوسکتا ہے اور اسے معزول بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن خلافت کو سلطنت سے علیحدہ کرنا جائز نہیں اور اس اجلاس میں مصطفیٰ کمال پاشا کو مجتہد بھی قرار دے دیا گیا۔ اور نئے خلیفہ سلطان عبدالمجید کو اپنی بیعت کا پیغام بھجوایا گیا۔ اور ابھی ان کے سابق خلیفہ زندہ موجود اور اٹلی میں بے یارو مددگار زندگی گزار رہے تھے۔ اور اپنے سابق خلیفہ کے متعلق ایک کانفرنس میں تحریک خلافت والوں نے یہ کہا کہ ان کے اعمال تاریخ کی بدترین بددیانتی تھے، شیطانیت تھے۔ انہیں مردود اور مقہور کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ اور یہ بھی اعلان کیا گیا کہ اگر انہیں ہندوستان لایا گیا تو ہندوستان کے مسلمان ان کا بائیکاٹ کر دیں گے اور ہندوستان کے مسلمان ان سے شدید نفرت کرتے ہیں اور اس کی ذمہ داری ان کے افعالِ قبیحہ پر عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے ہمارے مذہب کے عزت و وقار کو خاک میں ملانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

(تحریکِ خلافت، مصنفہ ڈاکٹر میم کمال اوکے ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور 1991، صفحہ 175، 180، 195، 200)

کل تک تو اس شخص کو واجب الاطاعت خلیفہ کہا جا رہا تھا اور اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا جا رہا تھا اور آج اس کی شان میں یہ بدزبانی کہ انسان کانپ اُٹھتا ہے۔ یہ اتنے زہریلے اور خطرناک رجحانات ہیں کہ ان پر کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے حضرت مصلح موعود نے اس تحریک کے قائدین کو یہ پیغام بھجوایا تھا کہ وہ حکومت کا بائیکاٹ نہ کریں لیکن یہ مصر تھے کہ ہم اس شخص کی خاطر جسے ہم خلیفہ سمجھتے ہیں حکومت کا بائیکاٹ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور آج وہ یہ اعلان کر رہے تھے کہ ہم اپنے سابق خلیفہ کا بائیکاٹ کر دیں گے۔ جماعتِ احمدیہ نے سلطان وحیدالدین کو کبھی خلیفہ نہیں سمجھا اور نہ سمجھ سکتی تھی لیکن جب انہیں اقتدار سے محروم کر دیا گیا تو اس انداز میں ان پر حملے بھی نہیں کئے۔ آخر دنیا میں اخلاق اور شرافت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کا خلافت کے متعلق مسلک بالکل واضح ہے کہ اللہ جسے منتخب کرتا ہے خلیفہ بناتا ہے، پوری جماعت اس وجود کی بیعت کرتی ہے اور پھر ہر حال میں اس کی اطاعت کی پابند ہوتی ہے۔

بہرحال اب خلافت کمیٹی نے ترکی کی مدد کے لئے ہندوستان میں فوج بھرتی کرنے کا کام شروع کیا تاکہ مغربی اقوام کے خلاف ترکی کی مدد کی جاسکے۔ ابھی یہ تجویز شروع ہوئے چند ماہ ہی ہوئے تھے اور ابھی فارموں کو ہی پر کیا جا رہا تھا کہ اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا نے جون 1923 میں ان مغربی اقوام سے صلح کا معاہدہ کرلیا جو کہ treaty of Laussane کے نام سے معروف ہے اور اس میں ملک ترکی کے تمام شہروں پر ترکی کی عملداری کو تسلیم کرالیا اور وہ شرائط بھی ختم کر دی گئیں جن میں ترکی کی حکومت کے لئے ضروری تھا کہ وہ مغربی طاقتوں سے مشورہ کرے۔ لیکن سلطنتِ عثمانیہ میں شامل دیگر تمام ممالک میں ترکی نے اپنا عمل دخل ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور اس طرح عرب ممالک بھی ہمیشہ کے لئے ترکی کی عملداری سے علیحدہ ہو گئے۔ اور وہ بات جو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی تھی کہ اب ان عرب ممالک کی ترکی سے علیحدگی کو ایک فیصلہ شدہ امر سمجھنا چاہئے حرف بحرف پوری ہوئی۔

یہ تحریک اب ایک کے بعد دوسرے جھٹکے سے دوچار ہو رہی تھی کہ ایک اور واقعہ ہوگیا۔ امیر علی صاحب اور سر آغا خان سوئم نے ایک مشترکہ خط لکھا جو ترکی کے بعض اخباروں میں شائع بھی ہوگیا۔ اس میں لکھا گیا تھا کہ خلافت کا مسئلہ صرف ترکی سے نہیں بلکہ تمام سُنّی مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ عثمانی سلطنت کو خلافت سے محروم کر دینا یا کسی اور شخص یا ادارے کو خلافت کے اختیارات سے محروم کرنے کا اختیار ساری دنیا کے سُنّی مسلمانوں کو ہے۔ اس طرح نئے خلیفہ کو بھی سارے دنیا کے سُنّی مسلمان ہی منتخب کر سکتے ہیں۔ یہ مراسلہ کسی بم کے گولے سے کم نہیں تھا۔ جن اخبارات نے اس مراسلہ کو شائع کیا تھا ان پر مقدمات چلائے گئے۔ مصطفیٰ کمال پاشا اس پر بہت غصے میں آئے اور پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا گیا اور ایک قرارداد کے ذریعہ خلافتِ عثمانیہ کا بالکل خاتمہ کر دیا گیا۔ اور اسی روز سلطان عبدالمجید بھی ترکی سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔

ہم یہ یاد دلاتے جائیں کہ ستمبر 1919ء میں حضرت مصلح موعود نے تحریک خلافت کے اجلاس کے نام یہ تحریر فرمایا تھا کہ میرے نزدیک ترکی سے ہمدردی اور ان کی مدد کی وجہ یہ بیان کرنا کہ سلطان خلیفۃ المسلمین ہیں درست نہیں ہے اور اس بات پر زیادہ زور دینا مناسب نہیں ہے۔ لیکن اس وقت تحریک چلانے والوں نے اسی روش پر اصرار کیا تھا اور آخر میں یہی بات خلافت عثمانیہ کے مکمل خاتمے کا باعث بنی۔ یہ خاتمہ دسمبر 1923ء میں ہوا۔ اور اس وقت تحریک خلافت والے یہ مطالبہ دہرا رہے تھے کہ حجاز پر عثمانی خلیفہ کی حکومت بحال کی جائے۔ اور دوسری طرف ترکی کے وزیرِ اعظم تو یہ اعلان کر رہے تھے کہ ترکی اب دوسرے مسلمان ممالک اور اقوام کے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔

جب عثمانی خلافت کے خاتمہ کی اطلاع ہندوستان پہنچی تو تو تحریکِ خلافت یکلخت بیٹھ گئی۔ بعض مسلمانوں نے مولانا محمد علی جوہر صاحب اور ان کے ساتھیوں پر الزام لگانا شروع کیا کہ ان لوگوں نے قوم کو مغالطہ میں ڈالا۔ مولانا محمد علی جوہر کو پہلے اس خبر پر یقین ہی نہیں آیا۔ وہ اسے برطانوی سازش سمجھ رہے تھے لیکن جب تصدیق ہوئی تو انہوں نے علی گڑھ کی مسجد میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ترکوں نے انہیں ایک میلے رومال کی طرح استعمال کر کے پھینک دیا ہے۔ اتاترک کو تار دی گئی کہ وہ اپنے فیصلہ پر نظرِ ثانی کریں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ ایک ممبر پارلیمنٹ کے ذریعہ اتاترک کو پیغام بھجوایا گیا کہ وہ ہی خلافت کا منصب سنبھال لیں لیکن انہوں نے سنا تو غصہ سے لال پیلے ہوگئے۔ اور اس تجویز کو پیش کرنے والوں کو بہت برا بھلا کہا۔

(تحریکِ خلافت، مصنفہ ڈاکٹر میم کمال اوکے ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد اسرار، سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور 1991، صفحہ 152-156)

کچھ سال مزید اس تحریک کو بے مقصد چلایا گیا مگر اب کسی کی اس طرف توجہ نہیں ہوتی تھی، حتیٰ کہ جن کو اجلاس کے لئے صدر نامزد کیا جاتا تھا وہ بھی اس اجلاس میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ اس طرح ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر طرح سے بہت سے نقصانات اُٹھائے۔ ہجرت کی، نوکریاں چھوڑیں، جیلوں کو بھرا لیکن انجام کیا ہوا۔ اس پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی شخص ٹھوس تاریخی حقائق کی روشنی میں جائزہ لے تو اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس موقع پر صحیح راہنمائی وہی تھی جو کہ حضرت مصلح موعود نے فرمائی تھی۔ کسی غیر کے لئے بھی یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ سچا خیر خواہ اور قوم کا ہمدرد کون تھا۔

جماعت احمدیہ سری لنکا کے جلسہ سالانہ کا شاندار انعقاد

(رپورٹ: اے ایچ ناصر - نیشنل صدر جماعت سری لنکا)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے جماعت احمدیہ سری لنکا کا جلسہ سالانہ مورخہ یکم نومبر کو نہایت ہی کامیابی سے منعقد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم مولانا محمد ایوب صاحب کو نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔

جلسہ کی کارروائی نماز تہجد سے شروع ہوئی۔ صبح 9 بجے مکرم مولانا محمد ایوب صاحب نمائندہ مرکزی نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم اے ایچ ناصر احمد صاحب نیشنل صدر نے سری لنکا کا قومی پرچم لہرایا۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم اے ایچ ناصر احمد صاحب نیشنل صدر نے افتتاحی تقریر کی آپ نے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس سے بھرپور استفادہ کے لئے احباب کو توجہ دلائی۔

بعدازاں مکرم مولانا محمد ایوب صاحب نے نظام وصیت کی موضوع پر تقریر کی۔ طلباء جامعہ احمدیہ سری لنکا کے عربی قصیدہ کے بعد مکرم مولوی مشتاق احمد صاحب، مکرم توفیق احمد صاحب، مکرم مولوی رضوان احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ سری لنکا اور مکرم ایس نظام خان صدر جماعت احمدیہ کولمبو نے علی الترتیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور قیام توحید، ظہور امام مہدی، سیرت صحابہ ﷺ ور 'خلافت' موجودہ زمانہ کے مسائل کا حل کے عناوین پر تقاریر کیں۔

دوسرے اجلاس میں عرفان ختم نبوت، اطاعت نظام پر مکرم مولوی مناف جان صاحب مربی سلسلہ نگمبو اور مکرم مولوی ایم آر محمد امیر صاحب مربی سلسلہ کولمبو نے تقریریں کیں۔ بعدازاں مکرم انتصار احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زریں نصائح پڑھ کر سنائے۔ آخر پر مکرم مولانا محمد ایوب صاحب نے موجودہ معاشرہ میں اسلامی اقدار کا تحفظ کے عنوان پر پُر اثر تربیتی تقریر کی۔ مکرم عزیز احمد صاحب نائب افسر جلسہ گاہ نے شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ اس بابرکت جلسہ کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ۔

اس جلسہ میں سری لنکا کی جماعتوں سے 1200 کے قریب احباب و مستورات نے شرکت کی۔ پانچ افراد پر مشتمل ایک فیملی کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ اسی طرح 14 افراد کو وصیت فارم پر کر کے نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بابرکت اور دیرپا نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
ہے چشمہ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

(درثمین)

ربوہ میں پلاٹ برائے فروخت

ربوہ میں محلّہ دارالرحمت شرقی الف میں مسجد اقصیٰ کے قریب دس مرلہ کا ایک پلاٹ 16/23 B برائے فروخت ہے۔ پانی، بجلی اور گیس کا کنکشن موجود ہے۔ خواہشمند احباب درج ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں:

ربوہ: (00)92-4524-6125357

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

بغیر انجن کی گاڑی میں سوار ہونا

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ اپریل 2008ء میں چند خوبصورت روایات (مرتبہ: مکرم احمد طاہر مرزا صاحب) شامل اشاعت ہیں۔

☆ حضرت عبدالحی صاحب عربؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سے سوال کیا تھا کہ حضور کوئی شخص نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کرتا ہے، قرآن شریف پڑھتا، شعار اسلام کا پابند ہے مگر آپ کو نہیں مانتا تو اس میں کیا حرج ہے اور اس کے اسلام میں کیا فرق ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص ریل گاڑی میں سوار ہو جہاں گاڑی بھی ہے، لائن بھی ہے، اسٹیشن بھی ہے۔ وہ شخص اس کے اندر بیٹھ گیا مگر اس گاڑی کے آگے انجن کوئی نہیں تو وہ شخص کیونکر منزل مقصود کو پہنچے گا۔ پس مجھے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی گاڑی کے واسطے بطور انجن کے امام بنایا ہے۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر گجرات میں ایک اہل حدیث مولوی نے احمدیوں کو کہا اب تم لوگ قابو آئے کیونکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہے اور تم میں خلافت نہیں ہوگی، تم لوگ انگریزی دان ہو اس لئے خلافت کی طرف تم نہیں جاؤ گے۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اوّل کے بارہ میں اطلاع آئی تو وہ کہنے لگا کہ نورالدین بڑا پڑھا لکھا آدمی تھا اِس لئے اُس نے جماعت میں خلافت قائم کردی، اگر اس کے بعد خلافت رہی تو پھر دیکھیں گے۔ جب حضرت خلیفہ اوّل فوت ہوئے تو کہنے لگا اُس وقت اور بات تھی اب کوئی خلیفہ بنے گا تو دیکھیں گے۔ جب اُس کو بتایا گیا کہ جماعت نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ تو کہنے لگا یار وتم بڑے عجیب ہو، تمہارا کوئی پتہ نہیں لگتا۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ مستعمل لفافوں سے ہی بہت سے کام لے لیا کرتے تھے اور انہی پر رقعہ جات وغیرہ لکھ دیا کرتے تھے۔ اِس زمانہ کے نوتعلیم یافتہ لوگ تو اسے شاید خِسّت کہیں مگر قومی کاموں کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ یہ خِسّت نہیں بلکہ درددلی پر دلالت کرنے والی بات ہے۔ یہ خدائی روپیہ ہے کیونکہ ثواب کے لئے دیا جاتا ہے اس لئے اپنے روپیہ سے بہت زیادہ حفاظت اس کی کرنی چاہئے اور ہر شعبہ میں کفایت سے کام لینا چاہئے مگر اس طرح نہیں کہ مہمان کو تکلیف پہنچے بلکہ ایسے طریق پر کہ خرچ کم سے کم ہو اور مہمان کو زیادہ سے زیادہ مل سکے۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے طالب علمی کے زمانہ میں صرف سات لڑکوں نے رسالہ (تشحیذ الاذہان) جاری کر دیا تھا۔ تین روپے ماہوار مجھے جیب خرچ ملا کرتا تھا اس میں سے ایک روپیہ میں رسالہ کے لئے چندہ دیا کرتا تھا۔ ہم نے اوّل سہ ماہی رسالہ جاری کیا۔ ہم آپ ہی اس کے چپڑاسی، آپ ہی کلرک اور آپ ہی ایڈیٹر تھے۔ تین ماہ میں اکیس روپیہ چندہ جمع ہوجاتا تھا اور ہم رسالہ شائع کر دیتے۔ ایک سال کے اندر اندر اس کے اتنے خریدار ہوگئے کہ اسے ماہوار کردیا گیا۔ پس طالب علم چاہیں تو کام کرسکتے ہیں بشرطیکہ دوسروں پر توکل کرنا چھوڑ دیں اور اپنی ذات پر توکل کریں۔

جلسہ قادیان دارالامان کی یادیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5؍مارچ 2008ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب جلسہ سالانہ قادیان 2007ء کے حوالہ سے اپنی یادیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قادیان کے احمدیوں کا نیک اثر مقامی ہندوؤں اور سکھوں پر بڑا گہرا نظر آیا۔ میرا قیام سرائے طاہر میں تھا۔ تقسیم طعام کے وقت ایک پچاس سالہ شخص موجود ہوتا اور کام میں مگن ہوتا۔ کسی نے بتایا کہ یہ ہندو ہے۔ اُس کا نام ’’اشوک کمار‘‘ ہے اور قادیان کا رہنے والا ہے۔ مَیں نے پوچھا کہ کتنی اجرت ملتی ہے؟ بولے: اجرت! کیا مطلب؟ بھگوان کے مہمانوں کی سیوا اور اجرت کی طلبی یہ تو بڑا پاپ ہوگا۔ آپ لوگ صرف گورو جی خلیفہ صاحب کے ہی مہمان نہیں ہمارے بھی مہمان ہیں۔ ہمارے اوپر آپ کی جماعت کے بیشمار احسانات ہیں، یہ ہم کبھی نہ چکا سکیں گے۔ ہندو برادری کی ایک خاتون گزشتہ دنوں وفات پا گئی تھی تو ہماری برادری سے پہلے احمدی احباب آ گئے اور سارے انتظام کو سنبھال لیا۔ سوگواروں کی خدمت اور دلجوئی کی۔ جنازے کے ساتھ ہندوؤں سے زیادہ احمدی تھے۔ بعد میں ہمارے غم میں شریک ہونے کے لئے آپ کے بڑے لوگ آتے رہے۔ اب آپ ہی ہمیں بتائیں کہ مہاراج خلیفہ جی کے مہمانوں کی سیوا کرکے اجرت مانگیں؟۔

یہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ جلسہ کے ایام میں بازار میں بے تحاشہ رش تھا۔ ایک پاکستانی احمدی کی جیب سے کچھ نقدی گر گئی جس کا اُنہیں علم نہیں ہوسکا۔ لیکن ایک سکھ تاجر دکان پر بیٹھا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ وہ دکان سے اٹھا اور نقدی اٹھا کر اُن صاحب کے پیچھے دوڑا اور بلند آواز سے پکارنے لگا: بھائی صاحب! آپ کی نقدی۔ احمدی دوست نے نقدی لے کر جب شکریہ ادا کیا تو سکھ تاجر کہنے لگا: آپ ہمارے پڑوسی بھی ہیں، مہامن بھی ہیں اور ہماری اس بستی میں نیک مقصد کے لئے آئے ہیں، شکریہ ادا کرکے شرمندہ نہ کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی حسین یادیں

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ جولائی واگست 2008ء میں مکرمہ امتہ العزیز ادریس مرزا صاحبہ کے قلم سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی چند حسین یادیں شامل اشاعت ہیں۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ محترمہ سراج بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب کا بچپن سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ساتھ بہت عقیدت اور پیار کا تعلق تھا۔ اور حضورؓ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بھی کیونکہ حضرت سیّدہ امتہ الحئی صاحبہ سے بہنوں جیسے تعلقات تھے جو کہ حضورؓ کی زوجیت میں آئیں۔ اس وجہ سے والدہ محترمہ کا حضورؓ کے گھر آنا جانا رہتا اور میں بھی بچپن سے ہی والدہ صاحبہ کے ساتھ ہوتی۔

جب میری والدہ افریقہ سے واپس قادیان آئیں تو حضرت سیدہ امتہ الحئی صاحبہؓ وفات پاچکی تھیں۔ اُس زمانہ میں حضورؓ کا اکثر دیدار ہوجاتا کیونکہ آپؓ مسجد مبارک سے نماز پڑھانے کے بعد اُس دروازہ سے تشریف لاتے جو حضرت اماں جانؓ کے صحن میں کھلتا تھا۔ میں نے ہمیشہ محسوس کیا کہ حضورؓ کا چہرہ مبارک بہت نورانی تھا اور ایک خداداد رعب تھا لیکن ساتھ ہی شفقت اور ہمدردی بھی انتہاء کی تھی۔ ہمیشہ تیز چلتے۔ اصلاح اور نصیحت بھی ساتھ کے ساتھ ہوتی۔ ایک بار ہم کچھ بچیاں مسجد کے دروازہ کے سامنے کھڑی تھیں۔ کسی بچی کی قمیص کا گلا بالکل گردن کے ساتھ نہیں تھا بلکہ ذرا نیچا تھا۔ حضورؓ نے اشارہ سے فرمایا کہ ’’یہ کیا؟‘‘۔ حضور کو مناسب لباس میں تربیت کا بہت خیال تھا۔

کئی بار حضورؓ کو خط دینے میری والدہ نے مجھے اور بھائی کو بھجوایا تو ہم حضرت اُمّ ناصرؓ کی اجازت سے حضورؓ کے دفتر تک پہنچ جاتے۔ حضورؓ دروازہ کھول کر ہمیں دیکھتے، سروں پر ہاتھ پھیرتے اور خط لے لیتے۔ ایک بار حضورؓ قالین کے فرش پر بیٹھے تھے اور سامنے حضور کی بیٹیاں تھیں۔ حضور قرآن مجید کا درس دے رہے تھے یا نوٹس بھی لکھوا رہے تھے۔ وہاں ایک بنگالی خاتون ایک بنگالی کھانے کی ڈش بھی بنا کر لے آئیں۔ حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا رکھو بعد میں کھائیں گے۔

ایک دفعہ مَیں اپنی والدہ کے ہمراہ لجنہ کے اجلاس کے لئے حضرت سیدہ ام طاہرؓ کے گھر گئی تو لکڑی کے ایک تخت پر پھولوں کا بہت بڑا سا ڈھیر لگا تھا۔ اتنے میں حضورؓ تشریف لائے اور فرمایا کہ ان میں سے جتنے چاہو جھولی بھر کر گھر لے جاؤ۔ میری امی نے بہت زیادہ پھول میری جھولی میں بھر دیئے۔...... حضورؓ کو عطر بنانے کا بہت شوق تھا۔ اور اسی سلسلے میں پھولوں کا اتنا بڑا ڈھیر وہاں پر تھا۔

دوسری عالمی جنگ میں میرے والد انگریز فوج میں حضورؓ کے ارشاد کے تحت ملازم ہوگئے اور یورپ بھجوائے گئے جہاں آئے دن بمباری ہوتی رہتی تھی۔ اپنی والدہ کے کہنے پر مَیں اکثر حضورؓ کو دعا کا خط دینے جایا کرتی تھی۔ حضورؓ کی دعاؤں کی برکت سے میرے والد جنگ ختم ہونے پر خیریت سے واپس قادیان پہنچ گئے اور جنگ کی تباہ کاریوں کے واقعات سنا کر بتاتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ انہیں بال بال بچالیتا تھا۔

میں نے میٹرک کا امتحان 1944ء میں پاس کیا تو میں حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کانوں کے زیور کی جوڑی بھی لے گئی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے زندگی وقف کرنی ہے اور یہ کانوں کے کانٹوں کی جوڑی چندہ میں دینی ہے۔ حضورؓ نے میری بات سنی اور فرمایا کہ یہ کانٹوں کی جوڑی تو تم گھر لے جاؤ۔ اور زندگی وقف کیلئے کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ اس وقت میری عمر 14 سال تھی۔ حضورؓ سے یہ بھی پوچھا کہ آگے کالج کی تعلیم حاصل کروں تو آپؓ نے فرمایا کہ اگر تو اُستانی بننا چاہتی ہو تو کرو۔ ورنہ دینی تعلیم حاصل کرو۔ الحمدللہ کہ میں نے دینی علم چار سال تک جامعہ نصرت میں حاصل کیا۔

1953 کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے ہم پہلی بار ربوہ آئے تو حضورؓ نے میرا نکاح محترم مرزا محمد ادریس صاحب واقف زندگی سے پڑھایا۔ حضرت سیّدہ اُمّ ناصرؓ نے اپنے گھر میں ایک چھوٹی سی تقریب منعقد فرمائی۔ تقریب کے بعد میں مع والدہ اور بہن کے حضورؓ سے ملنے دفتر میں گئی۔ حضورؓ نے مجھے مبارکباد دی اور اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے عطر کی ایک بوتل بطور تحفہ عنایت فرمائی اور میرے لئے دعا کی۔

1963ء میں جب خاکسار اپنے شوہر کے ہمراہ مستقل طور پر ربوہ آئی تو اُن دنوں حضور بیمار تھے لیکن کبھی حضرت سیدہ چھوٹی آپا سے لجنہ کے دفتری کام سے متعلق ہدایات لینے کے لئے جاتی تو حضورؓ کے کمرہ میں بھی جاتی، سلام عرض کرتی اور دعا کے لئے کہتی۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26 مئی 2008ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

حسیں دلربا ہیں خلافت کی باتیں
خدا کی عطا ہیں خلافت کی باتیں
یہ تشنہ لبوں کے لئے زندگی ہیں
بہت جانفزا ہیں خلافت کی باتیں
یہ عقبیٰ کی راہوں کو آسان کر دیں
دعا ہی دعا ہیں خلافت کی باتیں
فصاحت بھی ان میں حلاوت بھی ان میں
مئے بے بہا ہیں خلافت کی باتیں
بدلتی ہے تقدیر ان کی دعا سے
خدا کی رضا ہیں خلافت کی باتیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ مصلح موعود نمبر 2008ء میں مکرم عبدالسلام صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نکتہ ور اٹھیں گے لاکھوں اَور بھی
وہ لب اعجاز تفسیریں کہاں
ہر تصور تھا مبدل بہ عمل
خواب کی زندہ وہ تعبیریں کہاں
تیری فطرت حامل سوزِ ازل
خود تڑپتا ہم کو تڑپاتا رہا
وہ جنون شوق ، وہ سودائے عشق
بڑھ کے طوفانوں سے ٹکراتا رہا
علم و عرفاں کا ہے دریا موجزن
یادگار حضرت محمود دیکھ!
ہل گئی بنیاد قصر باطلہ
دیکھ زورِ ضربتِ محمود دیکھ!
آفرینش سے لحد تک معجزہ
تیری ہستی ہے ابد تک معجزہ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
19th February 2010 – 25th February 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 19th February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:10	Insight & Science and Medicine Review
01:45	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th September 1996.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:25	Historic Facts
04:00	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses.
05:00	Jalsa Salana Qadian 2004: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, rec. on 26th December 2004.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 14th April 2007.
08:05	Le Francais C'est Facile: lesson no. 83.
08:30	Siraiki Service
09:25	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 14th July 1994.
10:20	Indonesian Service
11:20	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
13:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:10	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Reply to Allegations
15:25	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10	Friday Sermon [R]
17:10	Darul Barakat Mosque inauguration
17:30	Le Francais C'est Facile [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Insight & Science and Medicine Review
21:05	Friday Sermon [R]
22:15	MTA Variety: the blue planet.
23:00	Reply to Allegations [R]

Saturday 20th February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th September 1996.
02:40	MTA World News & Khabarnama
03:15	Friday Sermon: rec. on 19th February 2010.
04:25	Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community. Rec. on 13th February 2010.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Jalsa Salana Burkina Faso 2004: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, rec. on 27th March 2004.
08:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests.
09:15	Friday Sermon [R]
10:20	Indonesian Service
11:15	French Service
11:45	Seerat-un-Nabi (saw)
12:25	Tilawat
12:35	Yassarnal Qur'an
12:55	Live Intikhab-e-Sukhan
13:50	Shotter Shondhane
14:55	Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 20th February 2010.
16:00	Khabarnama
16:10	Live Rah-e-Huda: interactive talk show
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	International Jama'at News
21:05	Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
22:10	Rah-e-Huda [R]
23:40	Friday Sermon [R]

Sunday 21st February 2010

00:25	MTA World News & Khabarnama
00:55	Yassarnal Qur'an
01:15	Tilawat
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th August 1996.
02:35	MTA World News & Khabarnama
03:05	Friday Sermon: rec. on 19th February 2010.
04:05	Faith Matters
05:10	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class, with Huzoor recorded on 14th April 2007.
07:30	Faith Matters [R]
08:35	The Casa Loma
09:05	Jalsa Salana Spain 2005: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 8th January 2005.
10:00	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of translation of the Friday sermon, rec. on 16th November 2007.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an
12:55	Bengali Reply to Allegations
13:55	Friday Sermon [R]
15:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 14th April 2007.
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Faith Matters [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	The Casa Loma [R]
21:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:20	Success Stories

Monday 22nd February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:15	International Jama'at News
01:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th September 1996.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:30	Friday Sermon: rec. on 19th February 2010.
04:35	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 29th January 1995. Part 1.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Gulshan-e-Waqfe (Khuddam) class With Huzoor, recorded on 15th April 2007.
08:15	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th March 1999.
09:30	Seerat-un-Nabi (saw)
10:05	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
11:10	Spotlight: speech delivered by Mirza Waseem Ahmad (ra).
12:00	Tilawat & International Jama'at News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon
15:05	Spotlight [R]
16:00	Khabarnama
16:10	Gulshan-e-Waqfe (Khuddam) class [R]
17:25	Learning French
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th August 1996.
20:40	International Jama'at News
21:15	Gulshan-e-Waqfe (Khuddam) class [R]
22:35	Spotlight [R]
23:20	Seerat-un-Nabi (saw) [R]

Tuesday 23rd February 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th August 1996.
02:35	Learning French: lesson no. 66.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:30	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th March 1999.
04:35	Jalsa Salana Germany 2009: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 16th August 2009.
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 21st April 2007.
08:15	Question and Answer Session: rec. on 29th January 1995. Part 2.
09:25	Climate Change
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 15th May 2009.
12:00	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:45	Yassarnal Qur'an
13:05	Bangla Shomprochar
14:10	Lajna Imaillah Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th November 2006.
15:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
16:10	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:20	Question and Answer Session [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
17:45	Historic Facts
18:15	MTA World News
18:35	Arabic Service
19:35	Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon, rec. on 19th February 2010.
20:40	Insight & Science and Medicine Review
21:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
22:20	Lajna Imaillah Ijtema [R]
23:15	Intikhab-e-Sukhan: rec. on 19th November 2009.

Wednesday 24th February 2010

00:20	MTA World News & Khabarnama
00:45	Tilawat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th September 1996.
02:25	Learning Arabic: lesson no. 18.
02:45	MTA World News & Khabarnama
03:10	Question and Answer Session: rec. on 29th January 1995. Part 2.
04:30	Climate Change
05:05	Lajna Imaillah Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th November 2006.
06:05	Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:35	Ken Harris' Oil Painting
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 22nd April 2007.
08:10	MTA Variety: Ansarullah Karachi Ijtema
08:35	Question and Answer Session: rec. on 12th March 1995.
09:20	Indonesian Service
10:20	Swahili Service
11:25	Tilawat & Seerat-un-Nabi
11:55	Yassarnal Qur'an
12:15	From the Archives: Friday sermon delivered on 2nd May 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on the topic of jealousy.
13:10	Bangla Shomprochar
14:15	Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 22nd August 2004.
15:25	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class [R]
16:35	Khabarnama
16:45	MTA Variety: Ansarullah Karachi Ijtema [R]
17:10	Yassarnal Qur'an [R]
17:30	Question and Answer Session [R]
18:20	MTA World News
18:35	Arabic Service
19:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th September 1996.
20:40	MTA Variety: Ansarullah Karachi Ijtema [R]
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class
22:15	Jalsa Salana Germany 2004 [R]
23:30	From the Archives [R]

Thursday 25th February 2010

00:25	MTA World News & Khabarnama
00:55	Tilawat
01:10	Yassarnal Qur'an
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th September 1996.
02:35	MTA World News & Khabarnama
03:00	From the Archives: Friday sermon delivered on 2nd May 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on the topic of jealousy.
03:55	MTA Variety; Ansarullah Karachi Ijtema
04:25	Ken Harris Oil Painting
04:45	Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 22nd August 2004.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 28th April 2007.
07:30	Blessings of Khilafat
08:00	Faith Matters
09:05	English Mulaqat: mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Rec. on 21st January 1996.
10:15	Indonesian Service
11:10	Pushto Muzakrah
12:10	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:40	Yassarnal Qur'an
13:05	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 19th February 2010.
14:05	Jalsa Salana UK: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 29th July 2005.
15:00	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses.
15:45	Khabarnama
16:15	Yassarnal Qur'an [R]
16:30	English Mulaqat [R]
17:45	MTA World News
18:15	Arabic Service
20:15	Faith Matters [R]
21:20	Tarjamatul Qur'an Class
22:20	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 12 February, 2010 | Issue No. 07

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ دسمبر 2009ء کی مختصر جھلکیاں

ہر مذہب یہ سکھاتا ہے کہ ایک دوسرے کی عزت و احترام کرو، محبت سے پیش آؤ۔ میڈیا مختلف مذاہب میں محبت اور رواداری پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔

(پریس کے نمائندگان سے گفتگو)

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ سے میٹنگ۔ خدام الاحمدیہ کے مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ اور کارکردگی بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم ہدایات جو دنیا بھر کی مجالس خدام الاحمدیہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔

بعض مرحومین کی قبروں پر دعا۔ نماز جنازہ حاضر۔ فیملی ملاقاتیں۔ مسجد نور کی تعمیر پر پچاس سال پورا ہونے پر منعقدہ خصوصی تقریب کی پریس کوریج۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

(بقیہ: 19 ردسمبر 2009ء بروز ہفتہ:)

حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کے دوران ہر ایک کی نظریں حضور انور کے چہرہ پر مرکوز تھیں۔ اس خطاب کا لفظ لفظ ان کے دل میں اتر رہا تھا۔ جونہی حضور انور کا خطاب ختم ہوا اس تقریب میں موجود سبھی مہمانان کرام نے کافی دیر تک تالیاں بجا کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ بعض مہمان تو اپنی نشستوں سے اُٹھ کر حضور انور کے پاس آگئے، شرف مصافحہ حاصل کیا اور اپنے جذبات کا اظہار کیا اور یہ سلسلہ جاری رہا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے رنگ میں حضور انور ایدکم اللہ تعالیٰ کے خطاب کو سراہا اور کہا کہ حضور انور نے جو بیان کیا ہے اس کی آج ہمیں بہت ضرورت ہے۔ یہی وہ تعلیم ہے جس سے معاشرہ میں ہم امن قائم کرسکتے ہیں۔

دوپہر کے کھانے کے بعد اس تاریخی عمارت کی انتظامیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس عمارت کا وزٹ کروایا۔ اس عمارت میں سب سے مشہور ہال Kaiser Saal نامی ہال ہے حضور انور کو اس ہال میں لے جایا گیا۔ گائیڈ نے بتایا کہ اسے Emperor Hall بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہ دوسری منزل پر ہے اور سیاحوں کے لئے بہت دلچسپی کا موجب ہے۔ اس ہال میں رومن امپائر کے دور میں بادشاہوں کی تاج پوشی ہوا کرتی تھی۔ آج اس ہال کی شہرت کی وجہ اس میں تمام بادشاہوں کے Portraits ہیں جو 1900ء میں بنائے گئے۔

گائیڈ نے بتایا کہ 1393ء سے اس عمارت کے بیرونی حصہ میں کرسمس مارکیٹ شروع ہوئی اور یہ ہر سال باقاعدگی سے لگتی ہے اور اس وقت بھی مارکیٹ لگی ہوئی ہے۔ گائیڈ نے بتایا کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران اس بلڈنگ کا ایک بڑا حصہ تباہ ہوگیا تھا جسے جنگ کے بعد دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ اسی طرح فرینکفرٹ کا پرانا شہر بھی جنگ عظیم کے دوران تباہ ہوگیا تھا اس عمارت Romer کے سامنے کے چند گھر دوبارہ تعمیر کئے گئے اور اسی طرز پر اور اُسی مٹیریل سے تعمیر کئے گئے جس سے آغاز میں ان کی تعمیر ہوئی تھی۔ یہ بہت ہی قدیم گھر معلوم ہوتے ہیں جن کی تعمیر میں لکڑی اور ایک خاص قسم کی مٹی اور میٹیریل وغیرہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ جنگ عظیم دوم سے قبل کے پرانے فرینکفرٹ کی ایک نشانی کے طور پر ہے۔

پریس کے نمائندوں کے ساتھ سوال وجواب

اس عمارت کے وزٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ عمارت کے اس حصہ میں تشریف لائے جہاں تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بعض مہمان اور پریس کے نمائندے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔

❁......ایک صاحب جو اکانومک ڈویلپمنٹ کارپوریشن میں کام کرتے ہیں نے حضور انور ایداللہ تعالیٰ سے جماعت کے بارے میں استفسار کیا کہ مَیں جماعت کے بارہ میں کچھ زیادہ علم نہیں رکھتا۔ حضور نے فرمایا مَیں نے اپنی تقریر میں اپنے عقائد کا مختصر ذکر کیا ہے۔ جماعت احمدیہ 1889ء سے قائم ہے اب تقریباً ایک سوبیس 120 سال ہو رہے ہیں۔ اس سوال کے جواب پر کہ آپ مستقل لندن منتقل ہوگئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جماعت احمدیہ کا سربراہ بننے سے قبل میں پاکستان رہتا تھا۔ مگر بعض پابندیوں اور آئین پاکستان میں بعض قوانین کی وجہ سے وہاں ایک احمدی کا بالخصوص سربراہ جماعت کا رہنا بہت مشکل تھا اس لئے میرے سے پہلے خلیفہ 1984ء میں پاکستان سے ہجرت کر کے لندن آ گئے تھے تب سے جماعت کے سربراہ لندن میں ہی قیام پذیر ہیں۔ جب 2003ء میں ان کا انتقال ہوا اور مَیں جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر منتخب ہوا تب سے مَیں لندن میں رہ رہا ہوں۔

❁......اس کے بعد ایک مہمان نے سود کے بارہ میں دریافت کیا۔

حضور انور نے فرمایا آج کہ دور میں جو معاشی بحران ہے اس کا ایک سبب بلکہ اس کا سب سے بڑا سبب سود ہی ہے۔ لوگ کریڈٹ کارڈ کے ذریعے خرید و فروخت کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ ان کی جیب میں کتنی رقم ہے۔ بس جاتے ہیں اور کریڈٹ کارڈ استعمال کر کے خرید و فروخت کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک چار ہزار یورو کی حد والا کریڈٹ کارڈ ایک شخص کو 25 ہزار کا مقروض بنا دیتا ہے اور اس وجہ سے وہ آدمی تباہ ہوجاتا ہے۔ اس موقع پر مہمان نے بھی سود اور موجودہ بینکاری نظام کے مضرات کے بارے میں اظہار کیا۔

حضور انور نے فرمایا UK میں بھی اب برطانوی لوگوں نے سود کے بغیر اسلامی بینکاری میں دلچسپی لینا شروع کردی ہے گو انہوں نے پورے طور پر اس کو لاگو یا اس پر عمل تو نہیں کیا مگر پھر بھی بعض بینک ہیں جنہوں نے سود لینا یا دینا مکمل بند کر دیا ہے اور وہ اپنے بینک تجارت کر کے چلا رہے ہیں اور وہ کافی منافع بخش کاروبار ہے لوگوں نے بھی اس کو پسند کیا ہے۔ مسلمانوں نے ہی نہیں بلکہ عیسائیوں نے بھی۔

❁......پریس کے ایک نمائندہ کے سوال پر حضور انور نے فرمایا: ہر مذہب یہ سکھاتا ہے کہ ایک دوسرے کی عزت و احترام کرو محبت سے پیش آؤ۔ حضور نے فرمایا مذہبی روایات آپ بدل نہیں سکتے جو ہزاروں سال پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں ان کو بدلا نہیں جا سکتا۔ کلچر تو آپ تبدیل کرسکتے ہیں مگر مذہبی روایات نہیں۔

❁......ایک خاتون صحافی کے اس سوال پر کہ کیا اسلام کی اس منفی تصویر بنانے میں میڈیا کا بھی کوئی کردار ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں میڈیا تو نہیں کہتا۔ ہاں مگر ایک طرح سے میڈیا بھی ایک کردار ادا کر رہا ہے کیونکہ یہ خبروں کا تجزیہ نہیں کرتے۔ جو یہ سنتے ہیں اس کو اسی طرح آگے کر دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ ان کی خبروں کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اگر یہ خبروں کا صحیح طور پر تجزیہ کریں تو اس طرح میڈیا مختلف مذاہب میں محبت اور رواداری پیدا کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ اسی طرح میڈیا لوگوں کے ایک دوسرے کے خلاف جذبات کو ختم کرنے میں بھی کردار ادا کرسکتا ہے۔

پریس کے نمائندگان کے ساتھ سوال و جواب کا یہ پروگرام ایک بج کر 55 منٹ پر ختم ہوا۔

بعض مرحومین کی قبروں پر دعا

دوپہر دو بجے یہاں سے بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی۔ راستہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ وقت کے لئے فرینکفرٹ کے ایک مقامی قبرستان Sud Friedhof تشریف لے گئے۔ اس قبرستان کا ایک حصہ جماعت احمدیہ کے لئے مخصوص ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم عبدالہادی کیوسی

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد